اُلٹا کیس
اشتیاق

اشتیاق احمد

حدیث شریف

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی
رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں علی
رضی اللہ عنہ سے ہوں اور علی رضی اللہ عنہ
ہر مومن کا دوست اور مددگار ہے۔

(ترمذی)

دو باتیں

السلام علیکم!

ایک مسلمان کو بالوں سے پکڑ کر تیل چھڑکا گیا اور پھر آگ لگا دی گئی — یہ خبر بھارت میں ہونے والے مظالم کے بارے میں آپ اخبارات میں پڑھ چکے ہوں گے۔ آئے دن اس قسم کی خبریں پڑھنے میں آتی رہتی ہیں۔ اب ذرا غور کریں ان ناولوں کی طرف جو میں نے ہندوازم کے خلاف لکھے اور جن پر پاکستان میں بسنے والے ہندوؤں نے اعتراضات کیے۔ اعتراضات میں انہوں نے یہ بھی لکھا تھا کہ مسلمان ہندوستان میں بہت امن اور چین کی زندگی بسر کر رہے ہیں، لیکن اخبارات کچھ اور ہی کہانیاں سناتے ہیں۔ یہاں صرف اور صرف ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیا ہندوستان کے اخبارات میں کبھی اس قسم کی خبر شائع ہوئی ہے کہ پاکستان میں اتنے ہندو زندہ جلا دیے گئے۔ یا موت کے گھاٹ اُتار دیے گئے۔ میرا خیال ہے۔ اس قسم کی کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی، لہٰذا دُودھ کا دُودھ اور پانی کا پانی ہو گیا — ہندوستان میں واقعی مسلمانوں پر مظالم توڑے جاتے ہیں۔ تو پھر میں کیوں نہ اس قسم کے ناول لکھوں —

اشتیاق

۱

"کیا آپ مجھ سے ایک عدد کیس حل کروانا پسند کریں گے؟"
آنے والے نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! ہم آپ کا کیس ضرور حل کریں گے، بیٹھے کس لیے ہیں۔ یہ دفتر کس لیے کھولا ہے، دفتر کے اخراجات آخر کس لیے ادا کرتے ہیں۔" آفتاب نے خوش ہو کر کہا۔

"آپ نے شاید میرے جملے کو توجہ سے نہیں سنا؟"

"جی ہاں! یہ میری کمزوری ہے، پہلی مرتبہ دوسروں کے جملے غور سے نہیں سنتا۔" آفتاب بولا۔

"لیکن یہاں صرف آپ ہی تو نہیں بیٹھے۔" ملاقاتی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہماری بھی یہی الجھن ہے۔ پہلی مرتبہ جملہ غور سے نہیں سنتے۔ مہربانی فرما کر آپ اپنا جملہ پھر ادا کر دیں، تاکہ ہم غور سے سن سکیں۔"

"بہت بہتر، لیکن اتنا خیال رہے کہ میں تیسری بار نہیں کہوں گا۔"

"کوئی بات نہیں جناب! ہم دُوسری بار سے ہی گزارا کر لیں گے۔"

"تو پھر سُنیے! کیا آپ مجھ سے ایک عدد کیس حل کروانا پسند کریں گے۔" اس نے کہا۔

"جی۔ آپ نے کیا فرمایا؟" اخلاق بول اُٹھا۔

"میں پہلے ہی کہ چکا ہُوں کہ تیسری بار نہیں کہوں گا۔" اس نے منہ بنایا۔

"ہاں! یہ تو آپ واقعی کہ چکے ہیں۔" میں نے کندھے اُچکائے۔

"تب پھر۔ آپ نے اب کی بار کیوں غور سے نہیں سُنا؟"

"شاید آپ جملہ ہی ایسا بول رہے ہیں۔ غالباً آپ ہم سے کوئی کیس حل کروانا چاہتے ہیں۔"

"جی نہیں! میں چاہتا ہوں، آپ مجھ سے کوئی کیس حل کروا لیں۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟" میں نے منہ بنایا۔

"یہ میرا کارڈ ہے۔ اگر آپ کسی مصیبت میں پھنس جاتے ہیں تو فوراً اس پر لکھے نمبر پر فون کریں، میں الہ دین کے چراغ کے جن کی طرح فوراً حاضر ہو جاؤں گا۔" اس نے فخریہ انداز میں کہا۔

"آپ ہیں کون۔ جو یہ بھی نہیں جانتے کہ ہم تو خود دُوسروں کے کیس حل کرتے پھرتے ہیں اور آپ اُلٹا ہمارا کیس حل کرنا چاہتے ہیں۔ جب کہ ہمیں کوئی اُلجھن در پیش بھی نہیں۔"

"اُلجھن پیش آتے کیا دیر لگتی ہے جناب۔ تھوڑی دیر بعد کیا ہونے والا ہے۔ کسی کو کیا خبر۔"

"ہاں! یہ بات سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔" اشفاق فوراً بولا۔

"بس تو پھر۔ آپ کو کارڈ اپنے پاس رکھ لینا چاہیے۔"

"ہُوں۔ ٹھیک ہے۔ رکھے لیتے ہیں۔" میں نے منہ بنا کر کہا اور کارڈ جیب میں رکھ لیا۔

"بہت بہت شکریہ۔ کارڈ پر فرم کا نام پتا ہے۔ میرا نام احسان خالد ہے۔ لوگوں پر احسان کرنا میرا پیشہ ہے۔"

"گویا آپ پیشہ ور محسن ہیں۔" آفتاب کے منہ سے حیرت زدہ انداز میں نکلا۔

"پیشہ ور محسن۔ بھئی واہ۔ بہت خوب صورت نام ہے۔ افسوس میرے ذہن میں نہیں آیا۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔

"تو خرید لیجیے۔" آفتاب مُسکرایا۔

"خرید لوں - کیا خرید لوں؟"

"یہی نام - میرا تجویز کردہ ہے نا - اس لیے میں فروخت کر سکتا ہوں۔"

"مذاق نہ کریں۔" اس نے ہنس کر کہا۔

"اچھی بات ہے - اگر آپ کو یہ بات مذاق محسوس ہوتی ہے تو جانے دیں۔"

"شکریہ! اب میں چلوں گا - ایک بار پھر کہتا چلوں، اگر آپ لوگ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں تو بلا تکلف میری خدمات حاصل کر سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے - آپ فکر نہ کریں - ہماری اللہ سے یہی دعا ہے، لیکن انسان کی سب دعائیں پوری نہیں ہوتیں۔"

"ہاں! ہم جانتے ہیں۔" اشفاق نے فوراً کہا۔

اور وہ اٹھ کھڑا ہوا - ہم سے ہاتھ ملائے اور جلدی کے عالم میں دفتر سے نکل گیا - دروازے پر ایک موٹر سائیکل کھڑی تھی - اسے آتے اور موٹر سائیکل سے اترتے بھی ہم دیکھ چکے تھے - اس نے ہم پر ایک الوداعی نظر ڈالی اور موٹر سائیکل نظروں سے اوجھل ہو گئی - کچھ دیر تک ہم خالی خالی نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے:

"عجیب احمق آدمی ہے۔" اخلاق نے بھنا کر کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ پرلے درجے کا احمق ہے، بھلا اس طرح یہ کتنے کیس حاصل کر لیتا ہوگا۔"

"ایک مہینے میں شاید ایک بھی نہیں - اسی لیے تو ہمارے بارے میں جانتے بوجھتے - ہماری طرف آ نکلا۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے کہ یہ شخص عقل سے پیدل ہے۔"

ابھی اس شخص کو گئے پندرہ منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ پولیس کی ایک جیپ ہمارے دروازے پر آ کر رکی تھی - دوسرے ہی لمحے ہم بری طرح اچھلے - اترنے والے انسپکٹر جلالی نور اور انکل کاشان تھے - ان کے ساتھ چند کانسٹیبل بھی اترے تھے -

"خوش آمدید - زہے نصیب - تشریف لائیے۔" میں نے چہک کر کہا -

"تشریف تو خیر ہم ضرور رکھیں گے، لیکن اس طرح نہیں۔" جلالی نور بولے۔

"جی - تو پھر کس طرح - وضاحت کر دیں۔"

"ابھی بتاتا ہوں - مسٹر شوکی - آپ ہماری تلاشی لینا پسند کریں گے۔"

"کیا مطلب؟" ہم اچھل پڑے -

"مطلب تو آپ سمجھ ہی گئے ہیں - خیر - مجھ سے بھی سُ

لیں ، میں آپ کی اور آپ کے دفتر کی تلاشی لینا چاہتا ہوں
اور اگر ضرورت محسوس کی تو پورے گھر کی بھی۔"

"لیکن کیوں ؟" ہم ایک ساتھ چلائے۔

" اطلاع ملی ہے کہ یہ لوگ اس پیشے کی آڑ میں دراصل
ہیروئن کا کاروبار کرتے ہیں۔ میں اس لیے انسپکٹر کاشان کو
ساتھ لے آیا کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ میں نے نہ جانے کب
کب کی دشمنی اس طرح نکالی ہے ۔ میری اور میرے عملے کی
تلاشی لے لی جائے۔"

"کیوں شوکی ۔ تم کیا کہتے ہو؟" انکل کاشان بولے۔

" ہمیں تلاشی لینے کی ضرورت نہیں ۔ ہم ایسا غلیظ کاروبار
کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔"

" میرا بھی یہی خیال ہے ۔ کسی نے ضرور مذاق کیا ہے۔"
انکل کاشان نے کہا۔

" لیکن آج یکم اپریل نہیں ہے۔" جلالی نور بولے۔

"ٹھیک ہے انکل خلالی نور۔ آپ کو اجازت ہے ۔ تلاشی
لے لیں۔"

"کیا کہا ؟" جلالی نور نے حلق پھاڑ کر کہا۔

" اوہ ۔ مم ۔ معاف کیجیے۔ زبان پھسل گئی ۔ پتا نہیں کیا
بات ہے ۔ یہ بس آپ کا نام لیتے ہوئے ہی پھسلتی ہے،

تو انکل چلالی نور۔ اوہ سوری ۔ جلالی نور ۔ آپ تلاشی لے سکتے
ہیں ، لیکن آپ کو مایوسی ہو گی۔"

" میں تمھیں کچا چبا جاؤں گا ۔ اگر اب تم نے نام غلط
منہ سے نکالا۔" وہ غرائے ۔

"ارے باپ رے ۔ کک ۔ کچا۔"

" ہاں ! کچا چبانا میرے لیے ذرا بھی مشکل نہیں ہو گا ۔
چلو بھئی ۔ تلاشی لے لو۔"

" اوکے سر۔" کانسٹیبل ایک ساتھ بولے اور پھر دفتر میں
داخل ہو گئے ۔

ہم اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک طرف دیوار سے لگ کر
کھڑے ہو گئے ۔ ہماری نظریں پولیس والوں پر جم گئیں ، انھوں
نے اپنے خاص انداز میں ہمارے دفتر کی تلاشی لی ۔ خاص
انداز کا مطلب ہے اجڈ انداز سے ۔ اور پھر ہماری طرف
آئے ۔ ہماری جیبوں کی بھی تلاشی لی گئی ، لیکن کہیں سے
ہیروئن نام کی چیز نہ مل سکی ۔

" نہیں جناب ! یہاں کچھ نہیں ہے۔" ایک کانسٹیبل بولا۔

" کیا بکواس کرتے ہو۔" جلالی نور نے چیخ کر کہا۔

" جج ۔ جی ۔" کانسٹیبل بھونچکا رہ گیا۔

" اطلاع غلط نہیں ہو سکتی ۔ اچھی طرح تلاشی لو ۔ کوئی

چیز رہ تو نہیں گئی ـ جس کی تم نے تلاشی نہ لی ہو؟"

"جی ہاں! ایک چیز رہ گئی ہے۔" آفتاب نے شوخ لہجے میں کہا ـ

"تم چپ رہو؟" جلالی نور نے گرج دار آواز میں کہا۔

"لیکن مجھ سے یہ بات سُن لینے میں کیا حرج ہے کہ کیا چیز رہ گئی ہے؟"

"چلو بتاؤ ـ" جلالی نور نے کہا۔

"ردّی کی ٹوکری ـ" اس نے کہا اور ہم مُسکرا دیے ـ انکل کاشان بھی مُسکرائے تھے ـ

"کیوں ـ تم نے ردّی کی ٹوکری کی تلاشی نہیں لی؟" جلالی نور کانسٹیبلوں کی طرف مُڑے ـ

"نن ـ نہیں ـ جناب ـ"

"چلو ـ ردی کی ٹوکری کی بھی تلاشی لو ـ" انھوں نے غرّا کر کہا ـ

"لیکن جناب ـ اس طرف تو یہ خود توجہ دلا رہے ہیں ـ اس میں بھلا کیا ہو سکتا ہے؟"

"میں کہتا ہوں ـ تلاشی لو ـ" جلالی نور چیخے ـ

"او کے ـ او کے سر ـ" وہ کانپ اُٹھے ـ ان میں سے دو فوراً ردی کی ٹوکری کی طرف بڑھے ـ اور ایک ساتھ نیچے جھکے،

نتیجہ یہ کہ دونوں کے سر اس زور سے ٹکرائے کہ دونوں پیچھے کی طرف گرے ـ

"بھئی واہ ـ یہ ہے ٹوکری کی تلاشی لینے کا صحیح طریقہ ـ" آفتاب بولا ـ

"اندھے ہو گیا؟" جلالی نور نے غرّا کر کہا۔

"نن ـ نہیں تو ـ" آفتاب نے فوراً کہا۔

"میں تم سے نہیں ـ ان سے کہ رہا ہوں ـ" جلالی نور نے گرنے والے کانسٹیبلوں کی طرف اشارہ کیا۔

"اوہ ـ ان کے بارے میں میں کچھ نہیں کہ سکتا ـ" آفتاب نے منہ بنایا ـ

اتنی دیر میں دُوسرے دو ٹوکری کی طرف بڑھ چکے تھے، انھوں نے اس بات کا خاص خیال رکھا کہ سر نہ ٹکرانے پائیں، اور پھر ٹوکری فرش پر اُلٹ دی ـ

دُوسرا لمحہ ہمارے لیے ہولناک تھا ـ

✶

ٹوکری سے نیچے گرنے والی چیزوں میں ردی کاغذ، لفافے اور تنکے وغیرہ تو تھے ہی ـ ایک سیاہ رنگ کے کاغذ کا پیکٹ

بھی تھا۔ اس پیکٹ کو ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"دیکھو۔ یہ پیکٹ کیسا ہے"۔ جلالی نور کے لہجے میں جوش جھلکنے لگا۔

"گگ۔ کالا سا ہے"۔ آفتاب کانپ اُٹھا۔

"کیوں۔ تمھاری آواز کیوں کانپ اُٹھی"؟

"اس لیے کہ ہم اس پیکٹ کو زندگی میں پہلی بار دیکھ رہے ہیں"۔

"جھوٹ بولنے کا نیا انداز"۔ انھوں نے بُرا سا منہ بنایا۔

"جھوٹ بولنے کا نہیں جناب۔ سچ بولنے کا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ہم نے خود یہ کہا تھا کہ ردّی کی ٹوکری کی تلاشی ابھی تک نہیں لی گئی"۔ میں نے فوراً کہا۔

"پھنس تو تم چکے ہی تھے۔ آخر کانسٹیبلوں کو ٹوکری کا خیال بھی آنا ہی تھا۔ لہٰذا تم نے سوچا، کیوں نہ خود ہی ٹوکری کی طرف توجہ دلا کر اپنی بے گناہی کا جواز پیدا کر دیا جائے، لیکن میں اتنی کچی گولیاں نہیں کھیلا"۔

"تت۔ تو آپ بھی گولیاں کھیلا کرتے تھے"؟

"شاید تم محاورے کی زبان نہیں سمجھتے"۔ جلالی نور نے جل بھُن کر کہا۔

"اوہ۔ خیر۔ تو جناب۔ یقین کیجیے۔ یہ پیکٹ ہمارا نہیں

ہے۔ نہ ہم نے ٹوکری میں ڈالا ہے"۔

"تب پھر۔ کیا ہَوا نے یہاں لا کر ڈال دیا ہے"؟

"جی نہیں۔ بے چاری ہَوا کو بھلا ہم سے کیا دُشمنی ہو سکتی ہے"۔ میں نے نفی میں سَر ہلایا۔

"اچھا خاموش۔ ارے۔ تم نے اب تک پیکٹ نہیں کھولا، کھولو بھئی۔ اس میں ضرور ہیروئن ہے۔ مسٹر اخباری رپورٹر۔ آپ تیار ہیں"۔ انھوں نے کانسٹیبلوں کے پیچھے کھڑے ایک فوٹو گرافر کی طرف دیکھا۔ اسے ہم نے بھی اسی وقت دیکھا۔

"جی ہاں۔ بالکل۔ میں اس وقت تک کی فلم تو لے بھی چکا ہوں"۔ اس نے کہا۔

"بہت خوب۔ اب شوکی برادرز ہرگز نہیں بچ سکتے۔ آج ان پر کیس بن گیا ہے"۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے آپ نے ہر طرح سے پہلے ہی تیاری مکمّل کر رکھی تھی"۔ میں بڑبڑایا۔

"تیاری کیسی۔ پندرہ منٹ پہلے کسی نے اطلاع دی۔ اُٹھ کر ادھر چلا آیا"۔ وہ مسکرائے۔

"اور یہ اخباری رپورٹر۔ انکل کاشان صاحب"۔

"اخباری رپورٹر ایک اور کام کے سلسلے میں پہلے سے میرے دفتر میں موجود تھے۔ اور تمھارے انکل کاشان کو بھی ایک

کیس میں مدد کے لیے مَیں نے تھوڑی دیر پہلے ہی بلایا تھا ۔ ان سے معلوم کر لو ۔ وُہ فون ان کے سامنے ہی آیا تھا ۔ میرے ریسیور کی آواز صرف کان میں نہیں آتی ۔ بلکہ پورے کمرے میں گونجتی ہے ۔"

ہم نے جلدی سے انکل کاشان کی طرف دیکھا ۔

" ہاں بھئی ۔ یہ بات ٹھیک ہے ۔ فون ہمارے سامنے ہی آیا تھا ۔"

" تب یہ ہمارے خلاف سازش ہے ۔ فون کرنے والا ہی یہ پیکٹ ہماری ٹوکری میں ڈال گیا ہوگا ۔"

" کیا آج تمہارے دفتر میں کچھ ملاقاتی آئے تھے ؟"

" مم ۔ ملاقاتی ۔" میں بوکھلا اُٹھا ۔

" کیوں ۔ اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے ؟" انکل کاشان حیران ہو گئے ۔

" صرف ایک ملاقاتی آیا تھا ۔ احسان خالد ۔"

" احسان خالد ۔ کیا یہ شخص کوئی کیس حل کروانا چاہتا تھا ؟"

" جی ۔ جی نہیں ۔ بلکہ وُہ تو چاہتا تھا ۔ اُلٹا ہم اس سے کوئی کیس حل کروائیں ۔"

" کیا مطلب ؟" انکل کاشان اور جلالی نور چونکے ۔

" اس کا کہنا تھا ۔ لوگوں کی اُلجھنوں کو دُور کرنا اس کا

پیشہ ہے ۔ اگر ہمیں بھی کوئی اُلجھن پیش آجائے تو اسے فون کر دیں ۔ ہم نے اسے ہنس کر ٹال دیا ۔ اور وُہ چلا گیا ۔"

" اس کا مطلب ہے ۔ وُہی یہ پیکٹ ردّی کی ٹوکری میں ڈال گیا ہے ۔" انکل کاشان بولے ۔

" مسٹر کاشان ۔ اتنی جلدی نتیجہ نہ نکالیں ۔ میں اس نام کے ایک شخص کو اچھی طرح جانتا ہوں ۔ وُہ ایک پرائیویٹ جاسوس ہے ۔"

" تب پھر ۔ کیا وُہ یہ کام نہیں کر سکتا تھا ؟" میں نے جھنّا کر کہا ۔

" نہیں ۔ کیا تم لوگ اتنے ہی سیدھے سادے ہو کہ وُہ پیکٹ ردّی کی ٹوکری میں ڈالتا اور تم لوگوں کو ذرا بھی پتا نہ چلتا ۔"

" ماہر لوگ ایسی ہاتھ کی صفائیاں دکھا سکتے ہیں ۔"

" لیکن بھلا اس کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی ؟"

" تاکہ ہم اس کو اپنا کیس حل کروانے کے لیے بُلا لیں ۔ اور وُہ ہم سے فیس وصول کر سکے ۔"

" تو کیا تم بھی کیس حاصل کرنے کے لیے ایسا طریقہ اختیار کرتے ہو ؟" جلالی نور نے طنزیہ لہجے میں کہا ۔

" جی نہیں۔ ہم ذرا شریف قسم کے جاسوس ہیں۔" اشفاق نے مسکرا کر کہا۔

" شریف قسم کے جاسوس ہیروئن کا کاروبار نہیں کرتے۔" جلالی نور نے منہ بنایا۔

" بالکل ٹھیک۔ یہی بات ہم بھی کہتے ہیں۔" میں خوش ہو گیا۔

" تب پھر یہ کیا ہے؟" جلالی نور نے پیکٹ کی طرف اشارہ کیا جس کو اب ایک کانسٹیبل کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

" احتیاط سے کھولیے گا۔ کک۔ کہیں۔" آفتاب چلّا اُٹھا۔

" کیا مطلب۔ کیا بات ہے؟"

" اس میں کوئی بم بھی تو ہو سکتا ہے۔"

" کیوں مذاق کرتے ہو بھئی۔ اس میں ہیروئن ہے۔"

" فون کرنے والے نے ضرور آپ سے کوئی پرانا بدلہ لینے کے لیے یہ چکر چلایا ہے۔"

" کیا مطلب؟ جلالی نور گھبرا گئے۔

" اس میں ضرور بم ہے۔ جوں ہی پیکٹ کھلا، بم پھٹ جائے گا اور اس کا انتقام پورا ہو جائے گا۔"

" ڈڈ۔ ڈراؤ نہیں۔"

" ہم اور آپ کو ڈرائیں گے۔ کیا بات کرتے ہیں۔" میں نے

حیرت زدہ انداز میں کہا۔

" ٹھ۔ ٹھہرو بھئی۔ ابھی اس پیکٹ کو نہ کھولنا۔" جلالی نور نے کانپتی آواز میں کہا۔

" آپ بھی ان کی باتوں میں آگئے سر۔ اگر اس میں بم ہوتا تو یہ دفتر میں ٹھہرے رہ سکتے تھے۔" کانسٹیبل نے عقلمندی کا مظاہرہ کیا۔

" اوہ ہاں۔ بات تو ٹھیک ہے۔ کھول ڈالو اسے۔"

" آپ کی مرضی۔ ہم دفتر سے باہر جا رہے ہیں۔ ہمیں ابھی اپنی زندگیاں پیاری ہیں۔" آفتاب نے جلدی سے کہا اور چاروں کے قدم دروازے کی طرف اُٹھ گئے۔

" ٹھہرو۔ میں بھی تمھارے ساتھ چلتا ہوں۔" جلالی نور بولے۔

" کیوں انکل۔ اب کیا ہوا؟"

" پتا نہیں کیا ہوا ہے اور کیا ہونے والا ہے۔"

" کک۔ کچھ نہیں ہو گا سر۔ اس میں سے ہیروئن ہی نکلے گی۔" کانسٹیبل چہکا۔

" کیا تم اسے کھول چکے ہو؟"

" جی نہیں۔ کھُل ہی تو نہیں رہا۔"

" خیر۔ تم کھولو۔ میں ذرا فٹ پاتھ پر ٹہلوں گا۔" جلا

نے کہا اور جلدی سے دفتر سے باہر نکل گئے۔
"انکل! آپ باہر نہیں آئیں گے۔" میں نے انکل کاشان
کی طرف دیکھا۔ وہ بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھے تھے۔
"نہیں! اس لیے کہ میں جانتا ہوں۔ اس میں بم نہیں
ہے۔"
"تو پھر۔ کیا ہے؟"
"ہیروئن ہی ہو گی۔"
"خیر۔ آپ کی مرضی۔" میں نے کندھے اچکائے۔
"نہیں نہیں۔ انکل ہمیں بہت عزیز ہیں۔ انھیں کچھ ہو
گیا تو ہم تو مارے جائیں گے بے موت۔ مہربانی فرما کر
انکل۔ کم از کم ہمارے لیے ادھر آ جائیں۔" میں نے ڈرے
ڈرے انداز میں کہا۔
"یار [illegible] مذاق کر رہے ہو [illegible] انکل [illegible]
"ہائیں [illegible] انکل! آپ ہنس رہے [illegible] لگائیں۔
"تو اور کیا کروں۔ رو دوں؟"
"بس باہر آ جائیں [illegible]
"انسپکٹر کاشان۔ یہ لوگ ایکٹنگ کر رہے ہیں۔" جلالی نور
نے کہا۔
"تو پھر۔ آپ باہر کیوں آ گئے۔" میں نے منہ بنایا۔

میں بلاوجہ خطرہ مول لینے کا عادی نہیں۔"
"ادھر پیکٹ اب تک نہیں کھل سکا۔" اخلاق بڑبڑایا۔
ہم سب اس کانسٹیبل کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس کے
چہرے پر پسینے کے قطرات اب صاف نظر آ رہے تھے۔
"غلام خان۔ کیا بات ہے؟" جلالی نور کی حیرت میں ڈوبی
آواز ابھری۔
"یہ۔ یہ کاغذ۔ نہ جانے کیسا ہے۔ نہ کٹ رہا ہے، نہ
پھٹ رہا ہے۔"
"چاقو کی مدد سے کاٹو۔" انھوں نے کہا۔
"جی ہاں! چاقو کی مدد بھی لے چکا ہوں، لیکن چاقو
بھی اسے نہیں کاٹ رہا۔"
اسی وقت ایک اور عجیب بات ہوئی۔ ایک کالے سوٹ
والا آدمی دوڑتا ہوا آیا اور ہمارے دفتر میں داخل ہو گیا۔
ساتھ ہی اس نے چلا کر کہا:
"ٹھہرو۔ کیوں آگ سے کھیل رہے ہو۔ اس میں ہولناک
ترین بم ہے۔"
"کیا۔" کانسٹیبل نے چلا کر کہا۔ اسی وقت نئے آنے
والے نے اس کے ہاتھ سے پیکٹ لے لیا، پھر وہ کانپتی
آواز میں بولا:

"اُف۔ اس کے پھٹنے میں تو صرف چند سیکنڈ رہ گئے ہیں۔ ہٹ جاؤ۔ میرا راستا چھوڑ دو۔"

یہ کہتے ہی اس نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔ ہم میں سے کسی نے بھی اس کا راستا روکنے کی کوشش نہیں کی؛ البتّہ اس کی طرف گھوم ضرور گئے۔ وہ ایک طرف دوڑا جا رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے۔ وہ سڑک کے کنارے کھڑی ایک سُرخ کار میں بیٹھ گیا اور کار چل پڑی۔

"ارے ارے۔ وہ۔ وہ پیکٹ اُڑائے لیے جا رہا ہے۔ اسے روکیے۔ پکڑیے۔" میں پوری قوّت سے چلّا اُٹھا۔

جلالی نور اور انکل کاشان کے منہ کھُلے کے کھُلے رہ گئے، کانسٹیبل بھی دھک سے رہ گئے۔ ہمارے ہاتھ کار کی طرف اُٹھ گئے۔

"ہاں واقعی۔ وہ ہمیں دھوکا دے گیا۔ دوڑو۔ اس کا تعاقب کرو۔" جلالی نور نے چیخ کر کہا، پھر دونوں جیپ کی طرف دوڑے۔ کانسٹیبل بھی دوڑ پڑے۔ اب ہم کس طرح رُک سکتے تھے۔ ہم بھی دوڑ کر جیپ کے پچھلے حصّے میں لد گئے۔

"اے۔ تم کہاں چڑھے آ رہے ہو۔ یہ تمھارے باپ کی نہیں۔ پولیس کی جیپ ہے۔"

"پولیس بھی تو مائی باپ کی جگہ ہوتی ہے جناب۔" آفتاب نے اسے گھورا۔

"چڑھنے دو بھئی ان کو بھی۔" انکل کاشان بول اُٹھے۔

"ہاں اور کیا۔ انھیں ساتھ لینا تو اس لیے بھی ضروری ہے کہ کہیں یہ فرار نہ ہو جائیں۔" جلالی نور پُر جوش انداز میں بولے۔

"جی۔ کیا مطلب؟" ہم چونک اُٹھے۔

"میں احمق نہیں ہوں۔ میں سمجھ رہا ہوں۔"

"جی۔ آپ کیا سمجھ رہے ہیں؟" میں نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔

"یہ سب ڈرامہ ہے۔ ڈرامہ۔ اگر پیکٹ کھُل جاتا تو تم مجرم ثا ہو جاتے۔ لہٰذا تمھارے اشارے پر تمھارے کسی ہمدرد نے پیکٹ ہی اُڑا لیا۔ تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔"

"اگر آپ کا یہی خیال ہے تو پھر تو اللہ کے لیے اسے ضرور گرفتار کر لیا جائے، کیوں کہ اس طرح اس سے پیکٹ کے بارے میں بہت کچھ معلوم کیا جا سکے گا۔ آخر یہ جو اُڑائے لیے جا رہا ہے۔ تو اس کی کچھ تو وجہ ہو گی۔"

"وجہ تو میں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔" جلالی نور نے خوش ہو کر کہا۔

"خیر خیر۔ اس کو گرفتار کرنا اور پیکٹ کو کھلوانا آ

ذمے داری ہے۔ اگر اس میں سے ہیروئن نکل بھی آئی، تب بھی ہم مُجرم ثابت نہیں ہو سکتے۔ یہ ہمارے خلاف کوئی بہت گہری سازش ہے، اس سازش کی تہ میں کس کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ یہ ہم بہت جلد معلوم کر لیں گے۔"

"مجھے دھمکی دے رہے ہو۔" جلالی نور نے آنکھیں نکالیں۔

"انکل کاشان! میرے الفاظ میں کہیں کوئی دھمکی پائی جاتی ہے۔"

"میں نے تو محسوس نہیں کی۔" وُہ گھبرا کر بولے۔

"دیکھیے انسپکٹر کاشان۔ضرورت سے زیادہ ان کا ساتھ دینے کی کوشش نہ کریں۔ یہ اب بہت بُرے پھنسنے والے ہیں۔ ان کے ساتھ آپ بھی بدنام ہوں گے۔ شوکی نے کہا ہے کہ اس سازش کی تہ میں کس کا ہاتھ کام کر رہا ہے، یہ ہم بہت جلد معلوم کر لیں گے۔ گویا میرا اپنا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ بھلا یہ کیا کہنا چاہتا ہے؟"

"کیوں شوکی۔ تم یہی کہنا چاہتے تھے؟"

"توبہ توبہ۔ کیسی باتیں کرتے ہیں آپ۔"

عین اسی وقت سُرخ کار نے تیزی سے ایک موڑ کاٹا۔ اور ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ پولیس جیپ کے ڈرائیور نے پھرتی دکھائی اور موڑ پر پہنچ کر جیپ موڑ دی۔

"وُہ رہی سُرخ کار۔ ارے مگر۔ یہ تو کھڑی ہے۔" اشفاق چلایا۔

"چُپ رہو۔ اتنی اونچی آواز میں بات نہ کرو۔" جلالی نور نے جھلّا کر کہا۔

اور ہم سُرخ کار کے نزدیک پہنچ کر رُک گئے۔ جیپ سے اُتر کر کار کی طرف بڑھے، لیکن کار میں کوئی نہیں تھا، ہم نے جلدی سے چاروں طرف نظر دوڑائیں، لیکن پیکٹ چھین کر بھاگنے والا کہیں بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

نہیں انکل

"وُہ تو کار میں نہیں ہے۔" جلالی نور بڑبڑائے۔

"بس۔ موڑ مُڑتے ہی اس نے کار سے چھلانگ لگائی اور غائب ہو گیا۔" اخلاق نے کہا۔

"لیکن میں تم لوگوں کو غائب نہیں ہونے دوں گا۔" جلالی نور نے تلملا کر کہا۔

"ہم بھاگ ہی کب رہے ہیں۔" اشفاق نے منہ بنایا۔

"یہ شخص کون تھا؟" جلالی نور نے میری طرف دیکھا۔

"آپ اس کار والے کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جناب۔" میرے لہجے میں حیرت تھی۔

"اور نہیں تو کیا اپنے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔" جلالی نور نے سُرخ ہو کر کہا۔

"پُوچھنے کو تو آپ کسی کے بارے میں پُوچھ سکتے ہیں۔" عرب بڑبڑایا۔

"تم نے بتایا نہیں۔"

"ہم کیا کہہ سکتے ہیں جناب کہ وُہ کون تھا۔ ہم نے تو آج اسے زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا۔ وُہ اپنی کار تو چھوڑ ہی گیا ہے۔ آسانی سے نام اور پتا معلوم کیا جا سکتا ہے۔"

"ہُوں! وُہ تو خیر ہم کر ہی لیں گے۔ پہلے تم سے تو پُوچھ لیں۔"

"ہم اتنے ہی لاعلم ہیں جتنے کہ آپ۔" اشفاق نے مسمسی صورت بنائی۔

"اگر وُہ شخص تم لوگوں کو نہیں جانتا تو اسے اس پیکٹ کے بارے میں کس طرح معلوم ہو گیا۔ بم والی بات اس نے کیسے چھوڑ دی۔"

"یہ تو وُہی بتا سکتا ہے۔"

"اور اس کا پتا تم بتاؤ گے۔"

"جی نہیں، اپنا پتا بھی وُہ خود ہی بتائے گا۔"

"انسپکٹر کاشان۔ ذرا آپ اس کار کے کاغذات تو چیک کر لیں۔ میں ان پر نظر رکھتا ہوں۔"

"اچھی بات ہے۔" انکل کاشان مُسکرائے اور کار کی طرف بڑھ گئے۔

"کاغذات آپ خود چیک کر لیتے جناب۔ نظر تو ہم پر انکل کاشان بھی رکھ سکتے تھے۔" میں نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"شوکی۔ آخر تم بتا کیوں نہیں دیتے۔ ہیروئن کا کام کب سے کر رہے ہو۔" انھوں نے جیسے میرا جملہ سُنا ہی نہیں۔

"ابھی تک تو شروع بھی نہیں کیا۔" میں بولا۔

"نہیں شوکی۔ تم بچ نہیں سکو گے۔" جلالی نور نے پُریقین لہجے میں کہا۔

"پہلے مرحلے پر پیکٹ حاصل کریں۔ اس کے بعد کہیں جا کر آپ ہم پر کوئی الزام لگا سکیں گے، لیکن جس انداز سے وہ پیکٹ بند تھا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں ہیروئن نہیں۔ ہیروئن سے بھی بہت اہم نوعیت کی کوئی چیز ہے۔"

"مجھے چکر دینے کی کوشش نہ کرو۔ فون کرنے والے نے صاف الفاظ میں کہا تھا کہ اس پیکٹ میں ہیروئن ہے۔" جلالی نور نے پُرزور لہجے میں کہا۔

"اس کے کہنے سے کیا ہوتا ہے جناب۔ وہ تو ہمیں گرفتار کرانے پر تُلا بیٹھا ہے۔"

اسی وقت انکل کاشان ہماری طرف آتے نظر آئے:

"کار ایک شخص اجمل گردھاری کی ہے۔ اس کا پتا اور فون نمبر بھی لکھا ہوا ہے۔"

"گڈ! تب تو ہم یہیں سے اسے فون کر سکتے ہیں۔" جلالی نور نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں بالکل!" انکل کاشان نے کہا اور فون کرنے چلے گئے۔

"انسپکٹر کاشان تمھارے لیے بہت پریشان ہیں۔ اسی لیے خود فون کرنے چلے گئے۔ ورنہ کسی کانسٹیبل کو بھی بھیج سکتے تھے۔"

"خوشی کی بات ہے جناب۔ کوئی ہمارے لیے بھی پریشان ہے۔ کیا آپ ہمارے لیے پریشان نہیں ہو سکتے۔ تھوڑا بہت ہی سہی۔" آفتاب نے فوراً کہا۔

"کیا بکواس ہے۔ میں اور تمھارے لیے پریشان ہوں گا، تُمھارا دماغ تو نہیں چل گیا۔"

"اگر اللہ کو منظور ہو جائے تو آپ بھی ہمارے لیے پریشان ہو سکتے ہیں جناب۔ قُدرت کے کارخانے میں ایسا ہونا عین ممکن ہے۔"

"اپنی لچھے دار باتیں اپنے پاس رکھو۔ میرا ذہن نہ اُلجھاؤ۔"

"اوکے سر۔ لیجیے۔ انکل آگئے۔" میں بول اُٹھا۔

جلالی نور نے فوراً اس طرف دیکھا، لیکن انکل کاشان انھیں آتے نظر نہ آئے۔

"مجھ سے مذاق!" وہ غرّائے۔

"نن۔ نہیں جناب۔ آپ سے تو بس وہی مذاق کر سکتا ہے۔ جس کا دماغ پھرا ہوا ہو۔"

"کیا مطلب۔ کیا کہا تم نے؟" جلالی نور نے جھنّا کر کہا۔

"شش۔ شاید۔ میں کچھ غلط کہ گیا۔ مم۔ معاف فرمادیں۔" میں نے گڑبڑا کر کہا۔

"تم نے کہا تھا۔ انکل آگئے، لیکن مجھے تو نظر نہیں آ رہے۔"

"وہ دیکھیے جناب۔ سامنے سے کون چلا آ رہا ہے۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا اور نظریں آنے والے پر جم گئیں۔

"یہ۔ یہ تو مسٹر فارانی ہیں۔ آپ کیسے تشریف لائے جناب؟"

"شوکی کے والد صاحب نے فون پر حالات بتائے تھے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ ان کے آس پاس پہنچ جاؤں۔"

"لیکن آپ یہاں تک کیسے پہنچ گئے؟"

"عقل سے کام لے کر۔" وہ مسکرائے۔

"خیر خیر۔ آپ ان کی کوئی مدد نہیں کر سکیں گے۔"

"یہ خبر ہے یا دعویٰ؟" انکل فارانی نے طنزیہ انداز میں [illegible]ھ —

"دعویٰ بھی ہے اور خبر بھی۔" جلالی نور نے اکڑ کر کہا۔

"اچھی بات ہے۔ کیا یہ زیرِ حراست ہیں؟"

"ابھی نہیں، لیکن بہت جلد میں انھیں گرفتار کرنے والا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ یہ اس وقت میرے ساتھ جا رہے ہیں، جب آپ کا گرفتار کرنے کا وقت ہو جائے، میرے پاس تشریف لا کر انھیں گرفتار کر لیں۔"

"جی کیا مطلب؟" جلالی نور نے چونک کر کہا اور ہم مسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔

"میں آپ کو مطلب کس بات کا بتاؤں؟" انکل فارانی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"خیر۔ اگر یہ آپ کے ساتھ جانا چاہتے ہیں تو لے جائیں۔" انھوں نے کندھے اچکائے۔

"چلو بھئی چلیں۔"

"شکریہ انکل، لیکن ہم ابھی آپ کے ساتھ نہیں جا سکتے۔"

"وہ کیوں؟"

"کیس کا معاملہ ہے انکل۔ سمجھا کریں۔"

"اوہ اچھا۔ تم کہتے ہو تو سمجھ گیا۔" وہ مسکرائے۔

"آپ تشریف لے چلیں۔ ضرورت ہوئی تو ہم آپ کو فون

دیں گے۔"

"نہیں! اب میں تشریف نہیں لے جا سکتا۔ میں تو اب ساتھ رہوں گا۔ ہاں ذرا مجھے یہ تو بتا دو۔ معاملہ کیا ہے۔ کیس کیا ہے؟"

"ج۔ جی۔ کیس۔ کیس ذرا اُلٹے قسم کا ہے۔"

"اُلٹا کیس۔ میں سمجھا نہیں۔"

"میں عرض کیے دیتا ہوں۔"

اور میں نے ساری تفصیل سنا دی۔ اُن کی پیشانی پر بَل پڑ گئے۔

"یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے خالص تم لوگوں کے خلاف سازش تیار کی گئی ہے۔"

"ج۔ جی ہاں۔ محسوس تو ہم بھی یہی کر رہے ہیں، لیکن اصل محسوس کرنے کا معاملہ تو ان کا ہے۔" میں نے جلالی نور کی طرف اِشارہ کیا۔

"اوہ ہاں! بات تو ٹھیک ہے۔" انکل فارانی بولے اور پھر جلالی نور سے بولے:

"آپ بھی محسوس کیجیے نا جناب۔"

"میں کیا محسوس کروں؟" جلالی نور نے بے دھیانی کے عالم میں کہا۔

اسی وقت انکل کاشان آتے دکھائی دیے:

"اوہو۔ آپ بھی تشریف لے آئے۔"

"کیا کرتا۔ مشتاق صاحب کا فون ملا تھا کہ شوکی وغیرہ کسی پریشانی میں مبتلا ہونے والے ہیں۔ لہٰذا میں پریشان ہو کر گھر سے نکل گیا۔ میں نے سوچا، اس سے پہلے کہ پریشانی ان کے پاس پہنچے۔ کیوں نہ میں ان تک پہنچ جاؤں۔"

"اوہ۔ بہت بہت شکریہ جناب۔" انکل کاشان بولے۔

"کار کے مالک کا کیا رہا انسپکٹر صاحب؟" جلالی نور نے منہ بنایا۔

"کار کے مالک سے بات ہوئی ہے۔ وہ تو خود کار کی وجہ سے پریشان تھے۔ ہمارا شکریہ ادا کر رہے ہیں۔" انکل کاشان نے خوش ہو کر کہا۔

"وعلیکم شکریہ۔" آفتاب بولا۔

"آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ وہ کیوں پریشان تھے؟" جلالی نور نے تلملا کر کہا۔

"میں کیسے بتا سکتا ہوں۔ خود ان صاحب نے نہیں بتایا۔ وہ یہیں آ رہے ہیں۔"

"اوہ۔ تو آپ نے انھیں پہلے اس جگہ کے بارے میں بتا دیا۔" جلالی نور بولے۔

اس وقت تک بوتلیں صاف کر چکے تھے۔ جلالی نور اور دوسرے کانسٹیبل دروازے کی طرف بڑھ چکے تھے۔ جب کہ انکل فارانی اور ہم اسی جگہ کھڑے رہ گئے۔ جلالی نور نے فوراً ہی یہ بات محسوس کر لی:

"کیوں۔ آپ کیوں رُک گئے؟"

"بوتلوں کے پیسے نہیں ادا کریں گے ہم:" میں نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں جناب۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں:" پتلے خان نے جلدی سے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں۔ پتلے خان تو ہمارے پرانے دوست [illegible] آئے ہیں:"

"نہیں۔ ہم بوتلوں کی قیمت دے کر یہاں سے جائیں گے۔" انکل فارانی نے جیب سے بٹوہ نکالتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھ کر چند نوٹ کاؤنٹر پر رکھ دیے۔

جلالی نور، پتلے خان اور کانسٹیبلوں نے ہمیں حیران ہو کر دیکھا اور ہم باہر نکل آئے۔

"اب آپ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟" انکل فارانی بولے۔

"فی الحال میں نے ان کی گرفتاری کا پروگرام ملتوی کر دیا۔ آپ انھیں اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں۔"

اور جوں ہی وہ پیکٹ انھیں ملا۔ یہ ہمیں گرفتار کرنے آ جائیں گے۔" آفتاب نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! اگر اس پیکٹ سے تمھارا تعلق ثابت ہو گیا تب۔" جلالی نور نے کہا۔

"آؤ بھئی چلیں۔" انکل فارانی نے کہا۔

"اچھا شوکی۔ میں چوں کہ انسپکٹر صاحب کے ساتھ آیا تھا، لہٰذا انھی کے ساتھ جاؤں گا۔" انکل کاشان نے مسکرا کر کہا۔

"اوہ ہاں ٹھیک ہے۔"

ہم ہوٹل سے نکل کر انکل فارانی کی کار کی طرف بڑھے، انھوں نے کار سٹارٹ کی۔ ادھر پولیس کی جیپ روانہ ہوئی [illegible] راستے مختلف تھے۔ ابھی ہم نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ میں بول اٹھا:

"نہیں انکل!"

"کیا مطلب۔ نہیں انکل۔ کیا میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے؟"

"جی نہیں انکل ۔۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی ہم نہیں جائیں گے۔"

"نہیں جائیں گے۔ تو پھر کیا کریں گے؟"

"کچھ دیر یہیں ٹھہر جائیں۔ اس کے بعد ہم ایک بار پھر

اس ہوٹل میں جانا چاہتے ہیں۔"

"لیکن کیوں بھئی۔ اب وہاں کیا کرو گے؟"

"پتلے خان سے چند سوالات۔"

"اوہ اچھا!" انھوں نے کندھے اُچکائے۔

پندرہ منٹ گزار کر ہم ہوٹل کی طرف ہو لیے۔ کار کو ہوٹل کے باہر کھڑا کیا اور پھر دروازہ عبور کرکے اندر پہنچے:

"ہمیں پتلے خان سے ملنا ہے۔"

"اوہ آپ۔ آپ تو وُہی ہیں جو۔" کاؤنٹر کلرک نے چونک کر کہا۔

"ہاں! ہم وُہی ہیں۔ آپ یہ بتایئے۔ مسٹر پتلے خان کہاں ہیں؟"

"اپنے کمرے میں۔ سیدھے چلے جائیں۔ برامدے میں دائیں ہاتھ پہلا کمرہ انھی کا ہے۔" اس نے کہا۔

"بہت بہت شکریہ!" میں نے کہا اور ہم برامدے کی طرف بڑھے۔ کمرے کے دروازے پر پتلے خان کے نام کی تختی لگی نظر آئی۔

ابھی میں نے گھنٹی بجانے کے لیے ہاتھ اُٹھایا ہی تھا کہ اندر کرسیاں گھسٹنے کی آواز سنائی دی۔ میرا ہاتھ اُٹھا کا اُٹھا رہ گیا۔ پھر قدموں کی آواز سنائی دی۔ ہم ایک طرف ہٹ

گئے۔ لیکن اب دروازے سے دُور ہونے کا وقت نہیں رہا تھا۔ اسی وقت دروازہ کھُل گیا۔ اور پھر ہم حیرت زدہ رہ گئے۔ کمرے سے نکلنے والوں کے چہروں پر بھی حیرت دوڑ گئی۔

پتلے خان کے ساتھ انسپکٹر جلالی نور باہر آئے تھے۔

جاسوس

"تت۔ تم۔ تم یہاں کیا کرنے آئے ہو"؟ جلالی نُور نے مجھے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"کیا یہاں کسی سے ملنے کے لیے آنا جُرم ہے جناب"۔ آفتاب پُرسکون آواز میں بولا۔

"نہیں ۔ لیکن میں وجہ جاننا چاہتا ہُوں"۔

"پہلے آپ بتائیں ۔ آپ یہاں کس لیے آئے ہیں"؟ میں نے تیز لہجے میں کہا۔

جلالی نور نے اُلجھن کے انداز میں ہمیں دیکھا۔ اور پھر کندھے اُچکاتے ہوئے کہا:

"خیر خیر۔ مجھے کیا۔ تم جتنے پاؤں پھیلاؤ گے، اتنا ہی میرے شکنجے میں آؤ گے"۔

"لیکن انکل خلالی طور۔ ہم تو ہمیشہ چادر دیکھ کر پاؤں [illegible]تے ہیں"۔

جلالی نور"۔ انھوں نے آنکھیں نکالیں۔

"جج۔ جی ہاں!"

وُہ ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئے۔ ہم وہیں کھڑے کے کھڑے رہ گئے، پھر مَیں نے کہا:

"آئیں۔ ہم کیوں کھڑے رہیں"۔

یہ کہ کر مَیں کمرے میں داخل ہو گیا۔ پتلے خان دروازہ کھُلا ہی چھوڑ گیا تھا۔ وُہ غالباً جلالی نور کو دروازے تک چھوڑنے گیا تھا۔ جلد ہی قدموں کی آواز اُبھری۔ اور پتلے خان اندر داخل ہوا۔

"انسپکٹر صاحب نے مُجھ سے کہا ہے کہ میں آپ لوگوں سے قطعاً کوئی بات نہ کروں"۔ اس نے خشک لہجے میں کہا۔

"لیکن جناب۔ یہ تو بہت غلط بات ہو گی"۔ میں بھنّا اُٹھا۔

"غلط ہو یا درست۔ میں ان کا حکم ماننے پر مجبور ہوں"۔

"خیر۔ آپ ہمیں کچھ نہ بتائیں۔ ہم سے کوئی بات نہ کریں۔ اس کے باوجود ہم آپ سے چند باتیں ضرور کریں گے"۔

"ضرور کریں ۔ لیکن مَیں کسی بات کا جواب نہیں دوں گا"۔ وُہ بولا۔

"خیر۔ دیکھا جائے گا۔ آپ جواب دیتے ہیں یا نہیں۔

میں مسکرایا اور پھر اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے بولا:

"آج سے دس سال پہلے آپ چرس کا کاروبار کرتے تھے اور رنگے ہاتھوں انسپکٹر جلالی نور نے آپ کو پکڑ لیا تھا۔" یہاں تک کہ کر میں رک گیا۔ جب پتلے خان نے ہاں یا نہ میں جواب نہ دیا تو میں پھر بولا:

"اب دیکھنا یہ ہے کہ انسپکٹر صاحب نے آپ پر کیس بنایا تھا یا نہیں۔ اگر بنایا تھا۔ تب تو ٹھیک ہے۔ اس صورت میں آپ پر مقدمہ چلا ہوگا۔ یا تو آپ کو سزا ہوئی ہو گی یا آپ کو شک کی بنا پر بری کر دیا گیا ہوگا۔ یہ تمام ریکارڈ چیک کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر آپ پر مقدمہ نہیں بنا تھا تو اس کا مطلب ہے۔ انسپکٹر جلالی نور نے آپ سے لمبی چوڑی رشوت وصول کی تھی اور آپ کو چھوڑ دیا تھا۔ آپ ہمیں کچھ بتائیں یا نہ بتائیں۔ ہم عدالت اور جیل کا ریکارڈ دیکھیں گے اور نتیجہ نکالیں گے۔ آپ نے جو جملہ کہا تھا، اس کی گواہی ہمارے یہ انکل۔ انکل کاشان اور کانسٹیبل۔ سب کے سب دیں گے۔ انکار نہیں کر سکیں گے۔ اس صورت میں آپ پر اور جلالی نور پر مقدمہ قائم کیا جائے گا۔ اگر آپ کو یہ بات منظور ہے تو ہم چلے جاتے ہیں۔ منظور نہیں تو اس کی ایک دوسری

صورت ہو سکتی ہے۔" میں ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔

"دوسری صورت۔ کیا مطلب؟" وہ چونک اٹھا۔

"ہم کوئی تفتیش نہیں کرتے، آپ خود ہمیں بتا دیں، کیا ہوا تھا۔"

"اور بتا دینے کے بعد۔"

"فیصلہ سننے کے بعد کیا جائے گا۔"

"اچھی بات ہے۔ میں بتانے کے لیے تیار ہوں۔ انسپکٹر جلالی نور نے مجھ سے پچیس ہزار روپے رشوت لی تھی اور مجھے چھوڑ دیا تھا۔"

"ہوں! یہی ہمارا خیال تھا۔ اب آپ کیا کاروبار کرتے ہیں؟"

"اب میں صرف یہ ہوٹل چلاتا ہوں۔"

"اور کوئی غلط کام تو نہیں کرتے۔"

"نہیں۔ بالکل نہیں۔" وہ پُر زور انداز میں بولا۔

"تو پھر۔ اس وقت انسپکٹر جلالی نور آپ سے کیوں ملنے آئے تھے؟" میں نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔

"وہ یہی کہنے آئے تھے کہ میں آپ کو کوئی بات نہ بتاؤں۔ ان کا خیال تھا، آپ لوگ جلد ہی میرے پاس آئیں گے اور سوالات کریں گے۔ اور ان کا خیال ٹھیک ہی

نکلا۔"

"لیکن آپ ان کی ہدایت پر عمل نہیں کر سکے، کیوں ٹھیک ہے نا۔"

"جی ہاں! بالکل ٹھیک ہے۔"

"تب تو معاملہ غلط ہو گیا۔" میں نے پریشان آواز میں کہا۔

"کیا غلط ہو گیا؟"

"میں نے کہا تھا کہ ساری بات سننے کے بعد فیصلہ کیا جائے گا کہ ہم کیا کریں گے۔"

"تو پھر۔ آپ لوگوں کا فیصلہ کیا ہے؟"

"یہ کہ اس معاملے کو دبایا نہیں جا سکتا۔ ملک کے قانون سے کھیلا گیا تھا۔ اس وقت آپ پر مقدمہ چلنا چاہیے تھا، عدالت سے آپ بری ہو جاتے تو اور بات تھی۔"

"کیا مطلب؟"

"ہم عدالت کے دروازے پر دستک دیں گے۔" میں نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"اور اس کا نتیجہ جانتے ہو کیا ہو گا۔"

یہ جملہ پتلے خان کے منہ سے نہیں۔ جلالی نور کے منہ سے نکلا تھا۔ وہ اچانک کمرے میں داخل ہوئے تھے اور اس

کا یہ مطلب تھا کہ دروازے کے باہر کھڑے رہ کر انھوں نے اندر ہونے والی ساری گفت گو سن لی تھی۔

* * *

جلالی نور کو دیکھ کر پتلے خان کے چہرے پر رونق آ گئی:

"بہت اچھا ہوا کہ آپ یہیں ہیں۔ میری تو جان ہی نکال دی تھی ان لوگوں نے۔"

"میں نے آپ سے کہا تھا کہ ان لوگوں کو کچھ نہ بتایا جائے، لیکن اس کے باوجود آپ نے سب کچھ بتا دیا۔" جلالی نور نے تلملائے ہوئے انداز میں کہا۔

"م۔ میں۔ میں ڈر گیا تھا۔"

"ان چوہوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں تھی۔"

"مسٹر جلالی نور۔ آپ ہماری توہین کر رہے ہیں۔ ہم چوہے نہیں۔ انسان ہیں۔" انکل فارانی تڑپ کر بولے۔

"اوہ۔ میں تو بھول ہی گیا تھا۔ کہ آپ بھی ان کے ساتھ ہیں۔" وہ چونک کر بولے۔

"میرے ساتھ ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، میری عدم موجودگی میں بھی یہ چوہے نہیں ہیں۔"

"شش ـ شکریہ انکل"۔ آفتاب فوراً بولا۔

"خیر ـ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہُوں"۔

"آئیے انکل چلیں ـ اب ہمیں یہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں"۔ میں بول اُٹھا۔

"ایک بات سُنتے جاؤ شوکی ـ اگر تم نے اس گڑے مُردے کو پھر سے اُکھاڑنے کی کوشش کی تو مجھ سے بُرا کوئی نہ ہو گا"۔

"آپ سے بُرا تو ہر صُورت میں ہمارے لیے کوئی نہیں ہے انکل"۔ میں نے بُرا سا منہ بنایا۔

"اچھی بات ہے ـ میں تمھیں دیکھ لوں گا"۔

"دیکھ تو آپ ہمیں اس وقت بھی رہے ہیں"۔ اخلاق نے گھبرا کر کہا۔

"آپ ـ آپ ان سے صلح کیوں نہیں کر لیتے ـ خرچ کی آپ پروا نہ کریں"۔

"تم نہیں جانتے پتلے خان ـ یہ صلح کرنے والے نہیں ہیں"۔

"گویا بڑی سے بڑی رقم پر بھی نہیں مانیں گے؟"

"نہیں"۔ جلالی نور نے کہا۔

"بلکہ یُوں کہہ لیں کہ بڑی سے بڑی رقم پر بھی نہیں بکیں گے"۔ میں نے کہا اور کمرے سے باہر کی طرف قدم اُٹھا دیے۔

ہوٹل سے باہر انکل فارانی کی شان دار کار کھڑی تھی ـ ہم اس میں بیٹھ گئے ـ

"ہاں بھئی ـ کیا تم واقعی اس معاملے کو پھر سے شروع کرو گے"۔

"ہاں انکل ـ لیکن اس وجہ سے نہیں کہ انکل جلالی نور ہمارے دُشمن ہیں ـ بلکہ اس وجہ سے کہ مُلک کے قانون کو ہاتھ میں لیا گیا تھا"۔

"ہُوں ٹھیک ہے، لیکن تم ثبوت کیا پیش کرو گے ـ میری اور تُمھاری گواہیاں تو بے کار جائیں گی ـ اور کانسٹیبل جلالی نور کا ساتھ دیں گے"۔

"آپ فکر نہ کریں انکل ـ ہم اتنے سیدھے نہیں ہیں ـ اس وقت تک کی تمام گُفت گُو ٹیپ کر چکے ہیں"۔

"ارے ـ وہ کیسے ـ ٹیپ ریکارڈر کہاں تھا؟"

"میری جیب میں ـ ایک ننھا سا مائیکرو ٹیپ ریکارڈر موجُود ہے"۔

"اوہ ـ تب تو ـ تب تو تُمھارا کیس بہت مضبوط ہے"۔ اُنھوں نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں، لیکن انکل جلالی نور یہی خیال کرتے رہیں گے ـ کہ کیس بہت کمزور ہے"۔

"تب تو تم فوراً ہی معاملہ آگے لے جاؤ۔"

"جی ہاں! آپ فکر نہ کریں۔ ہم دیر نہیں لگائیں گے۔ آپ ہمیں انکل راٹھور کے ہاں اُتار دیں۔ یہ معاملہ ان کے ذریعے عدالت میں جائے گا۔ گفت گو کی کیسٹ بھی ہم اسی وقت ان کے حوالے کرنا پسند کریں گے، کیوں کہ اگر انکل جلالی نور کو کسی طرح کیسٹ کا پتا چل گیا تو جان پر کھیل کر بھی ہم سے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"ہاں! بات ٹھیک ہے۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں۔ اسی وقت وکیل راٹھور صاحب کو ساتھ لے کر جج انوار عالم صاحب سے ملاقات کر لی جائے۔ سب لوگ اسی وقت ٹیپ سُن لیں۔"

ن فارانی نے مشورہ دیا۔

"یہ اور بھی اچھا رہے گا۔ بلکہ آپ بھی ساتھ ہی چلیے۔"

"چلو خیر۔ یوں ہی سہی۔"

ہم اکبر راٹھور صاحب کے ہاں پہنچے۔ ہمیں دیکھ کر وہ کھل اُٹھے:

"بہت مدت بعد شکل دکھائی بھئی۔"

"جی بس کیا عرض کریں۔ خیر چھوڑیے۔ اور ذرا یہ کیسٹ سُن لیں۔"

"معلوم ہوتا ہے۔ کسی کے خلاف زبردست ثبوت حاصل

کر لیا ہے تم لوگوں نے۔"

"جی ہاں۔ یہی سمجھ لیں۔"

"لیکن فارانی صاحب تم لوگوں کے ساتھ کیوں نظر آ رہے ہیں؟"

"میں ابھی تفصیل عرض کیے دیتا ہوں۔"

میں نے کہا اور ساری بات انھیں بتا دی۔

"اوہ۔ یہ تو بہت سنگین معاملہ ہے۔ جلالی نور تو بہت بُری طرح پھنس گیا ہے۔"

"ہماری خواہش انھیں بہت بُری طرح پھنسانے کی نہیں ہے انکل۔ ہم تو قانون کا تقاضا پورا کرنا چاہتے ہیں۔" نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! میں سمجھتا ہوں۔" اکبر راٹھور بولے۔

پھر کیسٹ لگائی گئی۔ گفت گو سنائی دی جانے لگی۔ پوری کی پوری گفت گو نہایت صاف بھری ہوئی تھی۔ کیسٹ ختم ہونے پر اکبر راٹھور بولے:

"یہ ایک مکمل ترین ثبوت ہے اور اس کی موجودگی میں کسی گواہی کی ضرورت نہیں۔ ہمیں اسی وقت جج صاحب کے پاس پہنچ جانا چاہیے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ تھو

دیر بعد ہم جج انوار عالم صاحب کی خدمت میں حاضر تھے۔ ہمیں دیکھ کر انھوں نے بھی اکبر راٹھور والا جملہ کہا تھا۔ اور پھر ساری بات سُن کر الگ کمرے میں ہمیں لے آئے تھے۔ یہاں کیسٹ کو سُنا گیا۔

"یہ۔ صریح جُرم کیا گیا تھا۔ جلالی نور اور پتلے خان کو فوری طور پر گرفتار کرانا ہوگا۔" وہ بول اُٹھے اور پھر فون کا ریسیور اُٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگے۔

فون پر ہدایات دینے کے بعد انھوں نے ریسیور رکھ دیا:

"پندرہ منٹ بعد وہ دونوں حوالات کی سلاخوں کے پیچھے ہوں گے۔"

"ان پر باقاعدہ کیس بھی چلے گا نا سر۔"

"ہاں بالکل، لیکن یہ کوئی لمبا چوڑا کیس نہیں ہوگا۔ ایک ہی تاریخ میں فیصلہ سُنا دیا جائے گا۔ صبح سماعت ہو گی۔ اس سماعت میں کیسٹ سُنا دی جائے گی اور دوسرے دن۔ یا اسی وقت فیصلہ سُنا دیا جائے گا۔"

"بہت خوب۔ یہ ہوئی نا بات۔"

"تم لوگوں نے بہت ذہانت سے کام لیا۔ میں تمھیں مبارک باد دیتا ہوں۔"

"بہت بہت شکریہ سر۔"

اور ہم ان سے رُخصت ہو کر باہر نکل آئے۔ اکبر راٹھور نے اپنے دفتر کی راہ لی۔

"آؤ بھئی۔ میں تم لوگوں کو تمھارے دفتر کے نزدیک اُتار دوں گا۔"

"شکریہ انکل۔" ہم ایک ساتھ بولے۔

دفتر کے سامنے ہمیں اُتار کر وہ تو آگے بڑھ گئے اور ہم نے اپنے رُخ دفتر کی طرف پھیر کر قدم اُٹھا دیے۔ لیکن دروازے پر پہنچ کر ہم ٹھٹک کر رُک گئے۔ ہماری نظریں اندر بیٹھے شخص پر جم گئیں۔ اس کی نظریں بھی ہم پر جمی تھیں۔

وہ احسان خالد تھا۔ وہی پرائیویٹ جاسوس۔ جو چاہتا تھا کہ ہم اس سے اپنا کیس حل کروا لیں۔

کالے سوٹ والا

"رُک کیوں گئے بھئی ۔ یہ تمہارا اپنا ہی دفتر ہے ۔ میرا نہیں"۔ اس نے شوخ آواز میں کہا۔

"لیکن آپ یہاں کیا کر رہے ہیں ؟"

"میں آپ سے ملنے آیا تھا ۔ آپ یہاں تھے نہیں ۔ سو انتظار کرنے لگا"۔

"لیکن اب آپ کو ہم سے کیا کام ہے ۔ اپنا کام تو آپ کر چکے"۔ میں نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں اپنا کام کر چکا ۔ یہ کیا بات ہوئی ؟"

"آپ ہمارے دفتر میں ایک عدد پیکٹ رکھنے آئے تھے ۔ سو وہ رکھ چکے ہیں ۔ اب کیا چیز آپ کو یہاں لائی ؟"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔ میں نے کوئی پیکٹ ویکٹ نہیں رکھا"۔

"خیر نہیں رکھا ہو گا ۔ اب آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں ؟"

"کیا آپ اب بھی مجھ سے کیس حل کروانے کی ضرورت نہیں محسوس کر رہے ؟"

"بالکل نہیں ۔ اُلٹا ہم آپ سے یہ چاہتے ہیں کہ کوئی کیس ہم سے حل کروا لیں"۔ میں نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"ہا ہا ہا"۔ اس نے قہقہہ لگایا۔

"کیوں جناب ۔ اس میں قہقہے کی کیا بات ؟"

"بڑے بڑے لوگ مجھ سے کیس حل کرواتے ہیں اور میں آپ سے حل کراؤں گا"۔ اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی مرضی"۔ میں نے کندھے اچکائے۔

"مجھے اطلاع ملی تھی کہ آپ لوگ کسی چکر میں پھنس گئے ہیں ۔ اس لیے چلا آیا"۔

"پھنس ضرور گئے تھے ، لیکن اللہ نے نکال بھی دیا ۔ لہٰذا آپ تشریف لے جا سکتے ہیں"۔ آفتاب نے منہ بنا کر کہا۔

"بُری بات آفتاب"۔ میں نے اسے گھورا ، پھر احسان خالد کی طرف مُڑا :

"آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ ہم مصیبت میں پھنس گئے ہیں ؟"

"میرے اپنے ذرائع ہیں ۔ میں ان ذرائع کی تفصیل نہیں بتا سکتا ، کیوں کہ یہ میرا پیشہ ہے"۔

"ہوں ٹھیک ہے۔ تو وہ پیکٹ آپ نے نہیں رکھا تھا۔"

"نہ جانے آپ کس پیکٹ کی بات کر رہے ہیں، کیا آپ تفصیل بتائیں گے؟"

"ضرور کیوں نہیں۔" میں نے کہا اور اس کے بعد جلالی نور کی آمد اور پیکٹ برآمد ہونے کی تفصیل سُنا دی، پھر کسی کے پیکٹ لے اُڑنے کا واقعہ دُہرا دیا۔

"اوہ! بہت دل چسپ، سنسنی خیز اور ہنگامہ آرا معاملہ ہے، اب تو میں آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ آپ یہ کیس مجھ سے حل کروالیں۔" اس نے پُر جوش لہجے میں کہا۔

"اور ہم کیا کریں۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہیں۔"

"آپ کسی دُوسرے کا کیس حل کریں۔" وہ مُسکرایا۔

"اس سے یہ کہیں بہتر ہے کہ اپنا کیس ہم خود حل کریں اور آپ دُوسرے کا۔" میں نے منہ بنایا۔

"آپ کی مرضی۔ میں تو اس خیال سے آیا تھا کہ شاید آپ میری ضرورت محسوس کر رہے ہوں۔" اس نے اُٹھتے ہوئے کہا اور ہاتھ ملائے بغیر کمرے سے نکل گیا۔

"نہ جانے یہ شخص کیا چاہتا ہے۔" میں بڑبڑایا۔

"پہلے تو جلدی سے ردّی کی ٹوکری کی تلاشی لے لیں۔ کہیں پھر کوئی پیکٹ نہ رکھ گیا ہو۔ اور کوئی اور پولیس آفیسر

ہماری طرف نہ آرہا ہو۔" آفتاب نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اوہ ہاں!" میں چونکا اور ردّی کی ٹوکری فرش پر اُلٹ دی، لیکن اس میں سے کوئی پیکٹ فرش پر نہیں گرا۔

"ارشد! یہ شخص دفتر میں داخل ہو کر سیدھا کرسی پر آکر بیٹھا تھا یا کسی الماری وغیرہ کی طرف بھی گیا تھا۔"

"جی نہیں۔ سیدھا آکر کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔"

"اس کے باوجود ہمیں جلد از جلد پورے دفتر کو دیکھ لینا چاہیے۔"

"ہاں! ٹھیک ہے۔"

ہم پانچوں حرکت میں آگئے، لیکن کہیں کوئی پیکٹ نہیں ملا۔ آخر تھک کر پھر کرسیوں پر آکر بیٹھ گئے۔ ایسے میں اخلاق بولا:

"اس معاملے میں میں ایک بات بہت دیر سے محسوس کر رہا ہوں۔"

"تو پھر۔ بتانے کی کوشش کیوں نہیں کی؟" میں نے جل کر کہا۔

"بتانے کے قابل تو میں اب بھی نہیں ہوں۔" اس نے کندھے اُچکائے۔

"یہ کیا بات ہوئی؟"

"بس ایک خیال ہے۔ جو آئے چلا جا رہا ہے۔"

"چلو۔ وہ خیال ہی بتا دو۔" اشفاق نے منہ بنایا۔

"خیال یہ ہے کہ اس کیس میں ہم کوئی خاص بات بھول رہے ہیں۔ خاص بات جو بالکل سامنے کی بات بھی ہے۔"

"پتا نہیں۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ اور ہم کیا بھول رہے ہیں۔" میں نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہم اس وقت تک کے تمام واقعات کو دُہرا لیں۔"

"ہوں۔ یہ ٹھیک رہے گا۔"

"تو پھر میں دُہراتا ہوں۔ تم سنو۔" میں نے کہا اور پھر واقعات دُہرانے لگا:

"احسان خالد کا ہمارے دفتر میں آنا۔ اس کی عجیب پیش کش۔ ہمارا انکار۔ اس کا اُٹھ کر چلے جانا۔ پھر جلالی نور کا آدھمکنا۔ دفتر کی تلاشی۔ تلاشی میں وہ پیکٹ برآمد کرنا۔ ردّی کی ٹوکری میں سے۔ پیکٹ کا کانسٹیبل سے نہ کھلنا۔ پھر ایک اور شخص کا بجلی کی طرح اندر آنا اور پیکٹ اچک لے جانا۔ اس کا تعاقب کیا جانا۔ ایک جگہ کار روک کر اس کا پیکٹ سمیت غائب ہو جانا۔ کار اجمل گردھاری

کی تھی۔ اس کے انتظار میں ہمارا پتلے خان کے ہوٹل میں جانا۔ وہاں پتلے خان کا جلالی نور کو پہچان لینا۔ اور پرانا معاملہ سامنے آنا۔ اجمل گردھاری کو اس کی کار سونپنا اور ہمارا وہاں سے چل پڑنا، لیکن ہمارا واپس پلٹ آنا۔ ادھر جلالی نور بھی پلٹ آئے تھے اور پتلے خان سے ملاقات کر رہے تھے۔ ہمارا ایک دوسرے کو دیکھ لینا۔ پھر جلالی نور کے جانے کے بعد ہماری گفت گو پتلے خان سے ہونا۔ گفت گو ہم ٹیپ کرتے رہے۔ جلالی نور کا پھر آنا۔ پھر ہمارا اکبر راٹھور صاحب اور جج انوار عالم صاحب سے ملاقات کرنا۔ اس کے بعد دفتر پہنچنا۔ اور یہاں پھر احسان خالد کو بیٹھے ہوئے پانا۔ اس کا پھر وہی پیش کش دُہرانا، اور واپس چلے جانا۔ اس وقت تک کے حالات بس یہ ہیں، ان میں ایسی کون سی بات ہے۔ جو تمہیں رہ رہ کر یاد آ رہی ہے۔ اور وہ ہے بھی بالکل سامنے کی۔" یہاں تک کہہ کر میں خاموش ہو گیا۔

"ایک بات ہے ضرور۔ بس وہ میرے ذہن سے نکلی نکلی جا رہی ہے۔" اخلاق نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"آپ کا ذہن بھی عجیب ہے۔ باتوں کو اچھی طرح اپنے اندر نہیں رکھ سکتا۔" آفتاب نے اسے گھورا۔

"ارے ہاں ۔ پکڑی گئی۔" اخلاق چلا اُٹھا۔

"اللہ کا شکر ہے ۔ اب جلدی سے بتا دو ۔ کہیں پھر نہ نکل جائے۔"

"اس شخص نے ۔ جو پیکٹ لے کر اُڑا ۔ کار پتلے خان کے ہوٹل کے سامنے روکی تھی ۔ اور پھر اس طرح غائب ہو گیا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔"

"کک ۔ کیا مطلب؟" ہم چونکے۔

"کک ۔ کہیں ۔ کہیں وہ پتلے خان کے ہوٹل میں تو نہیں جا چھپا تھا۔"

"اوہ!" ہمارے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

*

چند لمحے تک ہم سکتے کے عالم میں بیٹھے رہ گئے ۔ آخر میں نے کہا:

"ہاں! تم نے ٹھیک کہا، ایسا ہو سکتا ہے ۔ پتلے خان کا تعلق پہلے جرائم پیشہ لوگوں سے رہا ہے ۔ یہ عین ممکن ہے کہ پیکٹ اڑانے والا پتلے خان سے واقف ہو اور وہ چھپنے کے لیے ہوٹل میں داخل ہو گیا ہو۔"

"افسوس! یہ خیال پہلے نہ آیا ۔ ہم ہوٹل کی تلاشی لے سکتے تھے۔" اشفاق بولا۔

"لیکن اب کیا ہے ۔ اب بھی تو تلاشی لی جا سکتی ہے۔"

"اب تک وہ وہاں کہاں ٹکا ہو گا ۔ ہمارے نکل آنے کے فوراً بعد خود بھی نکل گیا ہو گا۔" اخلاق بولا۔

"پھر بھی دیکھ لینے میں کیا حرج ہے۔" آفتاب نے کہا۔

آخر ہم ایک بار پھر ہوٹل پتلے خان کی طرف چل پڑے، اس نے ہوٹل کا نام بھی اپنے نام پر ہی رکھا تھا ۔ کاؤنٹر کلرک نے ہمیں گھور کر دیکھا:

"آپ لوگ پھر آ گئے۔"

"ہاں! مجبوری ہے۔" میں نے مسمسی صورت بنائی۔

"کیا مجبوری ہے؟"

"جاسوسی مجبوری ۔ ہم نے اب ایک اور خیال قائم کیا ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"ایک اور خیال ۔ کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"یہ باتیں آپ کے پلے نہیں پڑیں گی ۔ بہتر ہو گا کہ ہمیں مسٹر پتلے خان سے ملا دیں۔"

"جائیے ۔ وہ اپنے کمرے میں ہی ہیں۔"

"کالے سوٹ والا تو ان کے کمرے میں نہیں ہے، کیوں کہ

ہم اس کی موجودگی میں بات کرنا پسند نہیں کریں گے۔" میں نے کہا۔

"کالے سوٹ والا۔ اوہ سمجھا۔ آپ ماڈی کی بات کر رہے ہیں۔" کاؤنٹر کلرک بولا۔

"تو اس کا نام ماڈی ہے۔" میں خوش ہو کر بولا۔

"ہاں! تم لوگوں کا یہ اندازہ درست ہے۔ اس وقت وہ ماڈی سے ہی بات کر رہے ہیں۔"

"تو پھر ہم ان کے فارغ ہونے کا انتظار کریں گے۔ آؤ بھئی۔" میں نے کہا۔

اور ہم ہال میں آ بیٹھے۔ کاؤنٹر کلرک بار بار ہماری طرف دیکھ رہا تھا۔ اسی وقت بیرا سر پر آ کھڑا ہوا:

"ہاں جناب۔ کیا پیش کروں۔"

"کاؤنٹر سے جا کر معلوم کرو۔" میں بولا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

عین اسی وقت پولیس اندر داخل ہوئی۔ اور سیدھی کاؤنٹر پر جا پہنچی۔ سب انسپکٹر کی دھاڑتی آواز ہال میں گونج اٹھی:

"مسٹر پتلے خان کہاں ہیں؟"

"کیوں جناب۔ خیر تو ہے؟" کلرک گڑبڑا گیا۔

"میں نے پوچھا ہے۔ وہ کہاں ہیں؟"

"آپ۔ اپنے کمرے میں۔"

"ہمیں کمرے تک لے چلو۔"

"جج۔ چلیے جناب۔"

کلرک انھیں لے کر ایک سمت میں چلا۔ ایک بیرا فوراً پتلے خان کے کمرے کی طرف لپکا، لیکن اس کے لپکنے کا انداز ایسا تھا کہ لپکتا محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ میں نے گھبراہٹ محسوس کی اور چلا اٹھا:

"رُک جائیے جناب۔ پتلے خان کا کمرہ اس طرف نہیں ہے۔ کلرک آپ کو غلط سمت میں لے جا رہا ہے۔"

میری آواز ہال میں گونج اٹھی۔ سب انسپکٹر فوراً میری طرف مڑا:

"کون ہو تم۔ اور یہ بات کس طرح کہہ سکتے ہو کہ یہ شخص ہمیں غلط سمت میں لے جا رہا ہے۔"

"ہم۔ ہم تو جی بس۔ شوکی برادرز ہیں۔"

"شوکی برادرز۔ یہ کیا بلا ہے؟"

"اس طرف بعد میں توجہ دے لیجیے گا۔ پہلے پتلے خان کی فکر کریں۔"

"اے خبردار۔ تم اور مجھے مشورہ دو۔ تم ہو کون؟"

"جیسے آپ کی مرضی۔ نہ دیجیے توجہ۔ ایک منٹ بعد شاید آپ

اسے نہیں پا سکیں گے۔ میں نے ایک بیرے کو پتلے خان کے کمرے
کی طرف تیزی سے جاتے دیکھا ہے اور اس وقت تک وہ کمرے
میں داخل ہو بھی چکا ہے، گویا صورتِ حال اسے بتا دیا
ہو گا۔ اور اب تو پتلے خان فرار کی تیاری کر چکا ہو گا۔
آپ کھڑے ہاتھ ہی ملتے رہ جائیے۔" میں نے جلے کٹے انداز
میں کہا۔

"ن۔ نہیں۔ جلدی کریں۔ آئیے۔ ہمیں اس کمرے تک
لے چلیں۔ ایک آدمی اس کلرک کی نگرانی کرے۔ خبردار یہ
فرار نہ ہونے پائے۔"

ہم نے پتلے خان کے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی، لیکن
دروازہ اس وقت تک اندر سے بند کیا جا چکا تھا۔

"فوراً ہوٹل کے پچھلے دروازے کی طرف پہنچیے۔" میں
نے چیخ کر کہا۔

کانسٹیبلوں نے سب انسپکٹر کے حکم کا بھی انتظار نہ کیا،
دوڑ لگا دی۔ سب انسپکٹر بھنا کر رہ گیا:

"میری جگہ آپ لوگ تو سب انسپکٹر نہیں ہیں۔"

"جی نہیں۔ توبہ کیجیے۔" میں بولا۔

"اور میں کیوں توبہ کروں۔" اس نے آنکھیں نکالیں۔

"دروازہ توڑ دینے کا حکم دے دیں، ورنہ پتلے خان

نکل جائے گا۔" میں نے گھبراہٹ کے عالم میں کہا۔

"اچھا۔ چلو بھئی۔ دروازہ توڑ دو۔" اس نے وہاں رہ جانے
والے کانسٹیبلوں سے کہا۔

اور وہ دھڑا دھڑ کندھے مارنے لگے۔ آخر اللہ اللہ
کرکے دروازہ کھل گیا۔ اور ہم اندر داخل ہو گئے۔

کمرہ خالی پڑا تھا اور ہوٹل کے برامدے میں کھلنے والی
کھڑکی چوپٹ کھلی تھی۔

خُفیہ مکان

"لیجیے ۔ وہی ہوا جس کا ڈر تھا" میں نے افسوس زدہ انداز میں کہا ۔

"اور یہ سب آپ لوگوں کی وجہ سے ہوا" سب انسپکٹر نے جل کر کہا ۔

"جی وہ کیسے ۔ ہماری وجہ سے کیسے ۔ ہوٹل کا آدمی تو آپ کو پہلے ہی غلط کمرے کی طرف لے جا رہا تھا ۔ اگر ہم دخل اندازی نہ کرتے تو وہ اور بھی اطمینان سے فرار ہوتا، ہماری وجہ سے تو پھر بھی اسے گھبراہٹ کے عالم میں فرار ہونا پڑا ۔ اور گھبراہٹ میں اس نے غلطی ضرور کی ہو گی ۔" میں نے جلدی جلدی کہا اور کمرے کا بغور جائزہ لینے لگا، پھر میرا چہرہ کھل اٹھا ۔

"غلطی ۔ کیا مطلب ؟"

"غلطی کا مطلب تو بس غلطی ہی ہوتا ہے جناب اور اس سے

غلطی ہو گئی ہے ۔ اب ہمیں فوراً حرکت میں آنا پڑے گا ۔"

"آپ کی کوئی بات میرے پلّے نہیں پڑ رہی ۔ پتا نہیں کیا کہنا چاہتے ہیں ۔"

"یہ دیکھیے ۔ فرش پر اس کے جوتے کا نشان ہے ۔ تلا خاص قسم کا ہے ۔ اس کا نشان بھی بالکل واضح ہے ۔ اب اگر ہمیں کسی جگہ ایسا نشان نظر آ جائے تو اس کا کیا مطلب ہو گا ۔" میں نے شوخ انداز میں کہا ۔

"مطلب اس کے سوا کیا ہو گا کہ پتلے خان وہاں موجود ہے، لیکن ہمیں کسی ایسی جگہ کا پتا کیسے چل سکتا ہے ۔"

"یہ آپ ہم پر چھوڑ دیں اور فوراً ہمارے ساتھ چل پڑیں، ہمارا ایک اندازہ ہے ۔ یہ کہ پتلے خان اس سیدھی سڑک پر گیا ہے، کیوں کہ یہ سڑک شہر سے باہر جاتی ہے ۔"

"اور اگر میں آپ لوگوں کا ساتھ نہ دوں تو ؟"

"تب پھر ۔ ہم خود اس جگہ کی طرف روانہ ہو جائیں گے، اور ۔" میں کہتے کہتے رُک گیا ۔

"اور کیا ؟" اس نے جلدی سے کہا ۔

"اور کے بعد میں کچھ نہیں کہوں گا ۔" میں بولا ۔

"اچھی بات ہے ۔ ہم تم لوگوں کے ساتھ ہی چلے چلتے ہیں، لیکن پہلے تم اپنا تعارف کراؤ ۔ آخر تم ہو کیا بلا ؟" اس کے

لہجے میں ناخوش گواری ٹپک رہی تھی۔

"دیکھیے جناب۔ ہم انسان ہیں۔ بلا نہیں۔ ویسے مَیں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا، ہم شوکی برادرز کہلاتے ہیں، آپ نے کبھی ہمارا نام یا ذکر نہیں سُنا؟"

"اوہ اب میں سمجھا۔ تم وُہ ہو۔ جاسوس قسم کے۔ شوکی برادرز۔" اس نے بُرا سا منہ بنایا۔

"چلیے۔ یہی سہی۔ اب کیا پروگرام ہے؟"

"چلو چلتے ہیں۔"

ہم باہر نکل کر پولیس جیپ میں بیٹھ گئے۔ اس کیس میں کم از کم ہم ٹیکسیوں کے خرچ سے بچے ہوئے تھے۔

"کیا انسپکٹر جلالی نور کو گرفتار کیا جا چکا ہے؟"

"ہاں! انھوں نے پتلے خان کی طرح فرار ہونے کی کوشش نہیں کی۔"

"خیر کوئی بات نہیں۔ پتلے خان بھی کہیں نہیں جا سکے گا۔" میں بولا۔

"یہ بات تم اتنے یقین سے کس طرح کہ سکتے ہو؟" سب انسپکٹر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اس لیے کہ ہم ہر بات اتنے ہی یقین سے کہنے کے عادی ہیں۔" آفتاب بول اُٹھا۔ مَیں اسے گھور کر رہ گیا۔

"خیر دیکھتے ہیں۔" اس نے کندھے اچکائے۔

بتائے ہوئے راستے پر چلتے آخر ہم شہر سے باہر ایک بہت پُرانے مکان کے سامنے پہنچ کر رُک گئے۔

"حیرت ہے۔ آپ لوگ تو ہمیں شہر سے باہر لے آئے۔"

"آپ کو پتلے خان چاہیے۔ اس سے کیا غرض کہ ہم آپ کو کہاں لائے ہیں۔"

"تو کیا پتلے خان یہاں موجود ہے؟"

"ہاں! پہلے اس مکان کو چاروں طرف سے گھیر لیں۔ کیوں کہ وُہ فرار ہونے کی پوری پوری کوشش کرے گا۔"

"آپ لوگوں کو اس جگہ کا پتا کس طرح لگا؟" اس نے بے یقینی کے عالم میں پوچھا۔

"یہ جگہ دراصل انسپکٹر جلالی نور کی ہے۔" میں نے شوخ آواز میں کہا۔

"کیا!!!" اس کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"جی ہاں! اگر پتلے خان کا کسی زمانے میں انسپکٹر جلالی نور سے تعلق رہا ہے، تو پھر پتلے خان ضرور یہاں آیا ہوگا۔"

چند سیکنڈ تک وُہ ہمیں گھورتا رہا، پھر اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا:

"مکان کو گھیر لو۔ کوئی اس سے نکل کر فرار نہ ہونے پائے۔"

"بہت بہتر جناب۔"

کانسٹیبل حرکت میں آ گئے، دو منٹ بعد سب انسپکٹر نے آگے بڑھ کر دستک دی، لیکن کسی نے دروازہ نہ کھولا:

"میرا خیال ہے، اندر کوئی بھی نہیں ہے۔" سب انسپکٹر نے منہ بنایا۔

"ہو سکتا ہے یہی بات ہو، لیکن ہمیں اندر داخل ہو کر دیکھ تو لینا چاہیے۔"

"ہوں ٹھیک ہے۔"

دروازے کو دھکیلا گیا، لیکن وہ اندر سے بند تھا یہ دیکھ کر ہم جوش میں بھر گئے:

"اس کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ اندر ہی موجود ہیں۔" میں نے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے۔ نکلنے کا کوئی اور راستا موجود ہو اور ادھر سے دروازہ بند کر کے اس طرف سے نکل گئے ہوں۔"

"خیر۔ دیکھتے ہیں۔"

دروازے پر دو چار ہی ٹکریں ماری گئی تھیں کہ وہ کھل گیا اور ہم اندر داخل ہو گئے۔ ٹوٹا پھوٹا سا یہ مکان اندر سے خالی پڑا تھا۔ پورے مکان کو بغور دیکھا گیا۔ دوسری طرف ایک کھڑکی موجود تھی جو چوپٹ کھلی ہوئی تھی۔

"افسوس۔ وہ اس کھڑکی کے ذریعے فرار ہو گئے۔ شاید انھوں نے ہمیں آتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔" سب انسپکٹر بڑبڑایا۔

"آپ کا نام کیا ہے جناب؟" آفتاب نے حیران ہو کر پوچھا۔

"قادر بخش۔ لیکن آپ نے میرا نام حیران ہو کر کیوں پوچھا؟"

"حیرت اس بات پر ہوئی تھی کہ اب تک نہ تو ہم نے آپ سے نام پوچھا، نہ خود آپ نے بتایا۔ بہرحال شکریہ۔"

"ہاں تو پھر کیا خیال ہے۔ چلیں یہاں سے۔"

"ایک منٹ جناب۔ ذرا میں کھڑکی کے باہر کی طرف کا جائزہ لینا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا اور کھڑکی پھلانگ گیا۔ چند سیکنڈ تک دوسری طرف کی زمین کا بغور جائزہ لیتا رہا، پھر بولا:

"نہیں جناب۔ یہ غلط ہے۔"

"کیا غلط ہے؟"

"یہ کہ وہ فرار ہو چکے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ فرار نہیں ہوئے۔"

"کیا مطلب۔ یہ آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں؟"

"کمرے کے اندر کھڑکی کے نیچے قدموں کے نشانات موجود ہیں اور یہ کم از کم دو آدمیوں کے ہیں۔ ان میں سے ایک

کے جوتے کا نشان بالکل وُہی ہے۔ جو ہم ہوٹل کے کمرے
میں دیکھ چکے ہیں، لیکن کھڑکی کے اس طرف۔ یعنی باہر
کسی جوتے کا نشان موجود نہیں ہے۔ اب اگر وُہ لوگ
اس کھڑکی سے فرار ہوئے ہیں تو یہاں نشان ضروری ہے۔
لیکن یہاں نشان کا نشان تک موجود نہیں۔"

"اوہ!" سب انسپکٹر قادر بخش کے منہ سے نکلا۔

"اب آپ کیا کہتے ہیں؟"

"ہو سکتا ہے، اس مکان سے فرار کا کوئی اور راستا بھی
موجود ہو۔" قادر بخش نے کہا۔

"تب پھر ہمیں وُہ راستا تلاش کرنا ہوگا۔"

راستے کی تلاش شروع کی گئی۔ یہ تلاش ہمیں چھت تک
لے گئی، لیکن چھت بہت اُونچی تھی اور اس سے اُترنے کا
بھی کوئی راستا نہیں تھا۔ دُوسرے یہ کہ اگر منڈیر سے چھلانگ
لگائی بھی جاتی تو اس کا کیا فائدہ ہو سکتا تھا جب کہ کھڑکی موجود
تھی اور کھڑکی کے ذریعے وُہ فرار نہیں ہوئے تھے۔ چھت کا
جائزہ لینے کے بعد ہم نیچے آگئے:

"یہ کیا بات ہوئی؟" قادر بخش نے حیران ہو کر کہا۔

"بات تو واقعی کوئی نہیں ہوئی۔ ویسے ان باتوں میں یہ
بات بہت بُری ہے کہ ہوتی ہی نہیں۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"کیا مطلب۔ یہ کیا بات ہوئی؟"

"پھر وُہی۔ مہربانی فرما کر اس بات کو جانے دیں، کوئی
اور بات کریں۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟"

"یہ کہ بقول تمھارے۔ کھڑکی کے راستے وُہ فرار ہوئے
نہیں۔ چھت سے فرار کا کوئی راستا نہیں۔ تب پھر وُہ فرار
کس طرف سے ہوئے؟"

"کسی طرف سے بھی نہیں۔" مَیں نے پُر یقین لہجے میں کہا۔

"جی کیا مطلب۔ کسی طرف سے بھی نہیں۔ تو پھر وُہ یہاں کیوں
نہیں ہیں؟"

"وُہ ضرور یہیں کہیں ہیں۔" مَیں بولا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا۔ ہم پورا مکان دیکھ چکے ہیں۔" قادر
بخش نے آنکھیں نکالیں۔

"سوال یہ ہے کہ انھیں یہیں اتنی دُور آنے کی کیا
ضرورت تھی۔ شہر میں بھی تو کسی جگہ چھپ سکتے تھے۔ اس
کا مطلب یہ ہوا کہ یہاں چھپنے کی کوئی محفوظ جگہ موجود ہے۔"

"اوہ!" قادر بخش کے منہ سے نکلا۔

"مکان کھنڈر نما ہے۔ کچھ حصّہ زمین میں دھنسا ہوا ہے۔
دھنسے ہوئے حصّے میں کیا خبر کوئی کمرہ محفوظ بھی ہو اور
اس محفوظ کمرے تک جانے کا کوئی راستا بھی موجود ہو۔" میں

نے جلدی جلدی کہا۔

"یہ صرف باتیں ہیں۔" قادر بخش نے منہ بنایا۔

"تو پھر ہمیں اجازت دیں۔ ان کو حقیقت بنا دیں۔" اشفاق بول اُٹھا۔

"ضرور کیوں نہیں۔ اگر تم نے یہاں کوئی خفیہ کمرہ تلاش کر دیا تو میری طرف سے شاباش کے حق دار ہو گے۔" قادر بخش نے گویا حاتم کی قبر پر لات ماری۔

"بس۔ صرف شاباش۔" آفتاب نے کڑوا سا منہ بنایا۔

"میں غریب سب انسپکٹر شاباش کے سوا اور دے ہی کیا سکتا ہوں۔" اس نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"خیر ہم خالی شاباش پر ہی گزارا کر لیں گے۔ اور اب دیکھیے کہ ہم خفیہ کمرہ کس طرح تلاش کرتے ہیں۔" میں نے مُسکرا کر کہا۔

ہم نے اپنی کوشش شروع کر دی۔ قدموں کے نشانات کمرے سے باہر بھی کئی جگہ موجود تھے۔ خاص طور پر ہم نے ان نشانات کی طرف توجہ دی۔ فرش پر کان لگا لگا کر سُننے کی کوشش کی، لیکن کہیں کسی خفیہ کمرے کا سُراغ نہ ملا۔ ہمارے چہروں پر مایوسی دوڑ گئی۔

"نہیں بھئی۔ یہاں کوئی خفیہ کمرہ نہیں ہے۔ تم لوگوں کو

وہم ہوا ہے۔"

"تب پھر قدموں کے نشانات کھڑکی کے باہر کیوں موجود نہیں۔"

"انھوں نے مٹا دیے ہوں گے۔ تاکہ ہم یہیں چکراتے رہیں اور وُہ موقعے سے فائدہ اُٹھا کر دُور نکل جائیں۔"

"جی نہیں۔ نشانات مٹانے سے بھی کچھ نشانات پیدا ہوتے ہیں۔" میں مُسکرایا۔

"تب پھر تم لوگ ہی بتاؤ۔ وُہ کہاں ہیں؟"

"اسی مکان میں، لیکن ہم وُہ راستا تلاش نہیں کر سکے، اب ہمیں چال چلنا پڑے گی۔" میں نے دبی آواز میں کہا۔

"چال۔ کیا مطلب؟"

"باہر چل کر بتاؤں گا۔" میں نے منہ اس کے کان کے قریب لا کر کہا۔

"کیا کر رہے ہو بھئی۔ یہاں کون سُن رہا ہے۔"

"آپ نے سُنا نہیں۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔"

"سُنا تو تھا کسی سے۔ پر یقین نہیں آیا تھا۔" قادر بخش نے منہ بنایا۔

"کیوں! اس میں یقین نہ آنے کی کیا بات ہے۔" آفتاب کے لہجے میں حیرت تھی۔

"بس نہیں آیا تھا۔ یہ بھی کوئی بحث کی بات ہے۔"

"خیر۔ جانے دیں۔ آیئے چلیں۔" مَیں نے کندھے اچکائے۔

مکان سے باہر نکل کر ہم جیپ میں سوار ہو گئے۔ کانسٹیبلوں کو بھی اِشارہ کر دیا گیا۔ وُہ بھی جیپ کی طرف سمٹ آئے۔ اور پھر جیپ وہاں سے روانہ ہوئی۔ کچھ دُور پہنچ کر مَیں نے کہا:

"بس یہیں روک لیجیے۔"

"کیوں۔ کیا اس جگہ چال کی وضاحت کریں گے۔"

"ہاں! یہاں چاروں طرف دیواریں نہیں ہیں۔" مَیں مُسکرا دیا۔

"پھر وُہی دیواریں۔" قادر بخش نے بھنّا کر کہا۔

"سُنیئے جناب۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم خفیہ دروازہ تلاش نہیں کر سکے، لیکن ہمیں اس بات پر بھی یقین ہے کہ وُہ لوگ چھپے ہوئے یہیں ہیں۔ لہٰذا ہم یہاں سے نہیں جائیں گے۔ یہیں رہیں گے۔"

"میں اس قدر لمبی ڈیوٹی نہیں دے سکتا۔ مجھے تو جا کر رپورٹ بھی کرنی ہے اور پھر یہ زمین میرے علاقے میں شامل نہیں۔"

"تب پھر آپ ہمیں یہیں اُتار دیں۔ ہم خود معلوم کر لیں گے۔"

"ضرور۔ اگر خفیہ راستا مل جائے تو مجھے ضرور اطلاع دے دینا۔" قادر بخش نے کہا۔

"بہت بہتر۔" میں نے کہا اور وُہ لوگ چلے گئے۔

"اور اب ہم ان کے نکلنے کا کب تک انتظار کریں گے۔" آفتاب نے پریشان آواز میں کہا۔

"جب تک وُہ نکل نہ آئیں۔"

"یہ تو بہت لمبا پروگرام ہو سکتا ہے۔"

"ہم کر ہی کیا سکتے ہیں۔ مجبوری ہے۔"

ہم مکان کے نزدیک ہونے لگے اور پھر قدرے فاصلے پر درختوں کے پیچھے چھپ گئے۔

"اس سُراغ رسانی کے کام میں بس سب سے بور کام یہ ہے۔ انتظار کرنا۔" آفتاب نے بھنّا کر کہا۔

"آواز نیچی رکھیں۔"

"کیوں۔ کیا درختوں کے بھی کان ہوتے ہیں؟"

"کیا پتا۔ ہوتے ہی ہوں۔"

ایک گھنٹے کے انتظار کے بعد بھی۔ کوئی مکان سے نکلتا نظر نہ آیا۔ ہمارے چہروں پر مایوسی پھیلنے لگی، لیکن پھر ہمارے کان کھڑے ہو گئے۔ کانوں میں ایک گاڑی کی آواز آئی تھی:

"کوئی کار اس طرف آ رہی ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔ وُہ سڑک پر سے گزر رہی ہو اور ہَوا اس کی آواز ادھر تک لے آئی ہو۔"

"لیکن آواز لحہ بہ لحہ تیز ہو رہی ہے۔" آفتاب نے پُرجوش

انداز میں کہا۔

"بلکہ مجھے تو ایک سُرخ کار ادھر آتی نظر بھی آ رہی ہے۔" اشفاق نے اپنے لمبے قد سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا۔ سُرخ کار!" میں زور سے چونکا۔

"کیوں بھائی جان۔ اس میں چونکنے کی کیا بات ہے؟"

"ماڈی پیکٹ اُڑانے کے بعد ایک سُرخ کار میں ہی فرار ہوا تھا۔ بعد میں وُہ کار اجمل گردھاری کی ثابت ہوئی۔ اب پھر ایک عدد سُرخ کار ادھر آ رہی ہے۔"

"اور اگر یہ وُہی کار ہوئی تو۔"

"تب۔ معاملہ اور بھی سنسنی خیز ہو جائے گا۔" میں نے دبے دبے جوش میں کہا۔

"اللہ کرے۔ ہو ہی جائے، کیوں کہ مارے بے چینی کے ہمارا بُرا حال ہے۔ ابھی تک ہم یہ بھی نہیں جان سکے کہ اس پیکٹ میں کیا تھا۔"

"لیجیے۔ کار صاف نظر آنے لگی۔ اور اب تو میں یقین سے کہ سکتا ہوں کہ یہ وُہی کار ہے۔"

"اوہ!" ہمارے منہ سے نکلا۔

"تت۔ تو۔ کیا ماڈی نے اسے پھر اُڑا لیا ہے؟"

"یا تو ماڈی نے اسے پھر اڑا لیا ہے۔ یا کسی اور نے

اڑایا ہے۔ یا پھر خود مسٹر اجمل گردھاری اس میں تشریف رکھتے ہیں۔"

"ماڈی تو اس وقت یُوں بھی چپٹے خان کے ساتھ ہے۔"

"یہ ضروری نہیں۔ ہوٹل سے فرار ہونے کے بعد ہو سکتا ہے۔ ان کے راستے الگ الگ۔ مم۔ مگر نہیں۔ اندر دو آدمیوں کے قدموں کے نشانات مُوجُود تھے۔"

اسی وقت کار رُکنے کی آواز سُنائی دی۔ اور ہم نے کسی کو کار سے اُتر کر مکان کی طرف آتے دیکھا۔

پکڑ لو

ہم نے نہایت احتیاط سے اپنی جگہیں تبدیل کیں۔ ورنہ وُہ ہمیں دیکھ لیتا۔ درختوں کی اوٹ لیتے ہوئے ہم اسے بالکل واضح طور پر دیکھ چکے تھے۔ وُہ اجمل گردھاری نہیں تھا۔ بلکہ غنڈہ صورت ایک آدمی تھا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وُہ مکان کے قریب ایک بہت پُرانے اور بڑے تنے والے درخت کے پاس رُک گیا۔ پہلے تو اس نے اِدھر اُدھر دیکھا، اور پھر درخت کے تنے پر سے گھنی جھاڑیاں ہٹانے لگا — ہماری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ سب جھاڑیاں آسانی سے ہٹ گئیں۔ ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جھاڑیاں اس جگہ زمین میں نہیں اُگی ہوئی تھیں، بلکہ کچھ فاصلے پر اُگی ہوئی تھیں اور وہاں سے اس درخت تک پھیل کر آگئی تھیں، لیکن یہ بات تو ہمیں اس وقت ہی معلوم ہوئی تھی۔ پہلے تو ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

دُوسرے ہی لمحے ہم نے اس شخص کو غائب ہوتے دیکھا۔

"لو بھئی۔ یہ ہے وُہ خفیہ راستا۔ اور اس کے ذریعے بھی مکان میں آجا سکتے ہیں۔"

"افسوس! سب انسپکٹر قادر بخش نے جانے میں جلدی کی۔" میں بڑبڑایا۔

"اب ہم جاکر اسے تو یہاں لانے سے رہے۔ آئیے چلیں۔" اشفاق نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

ہم اس درخت کی طرف بڑھنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی دِل بھی زور زور سے دھڑکنے لگے۔ جھاڑیاں اب پھر درخت کے تنے پر چھائی ہوئی تھیں۔ ہم نے ان کو ہٹایا تو نیچے کچی سیڑھیاں جاتی نظر آئیں۔

"آؤ بھئی چلیں۔" میں نے کہا اور نیچے اُترنے لگا۔ انھوں نے بھی ساتھ دیا۔ اور جب آفتاب بھی سیڑھی پر آگیا تو جھاڑیاں پھر اسی طرح اس راستے پر آگئیں۔

ہم دبے پاؤں اُترنے لگے۔ یہاں تک کہ ہمارے کانوں سے آواز ٹکرائی:

"حالات بہت نازک ہوگئے ہیں۔"

"باس کو ایسا کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔"

"اس میں باس کا کوئی قصور نہیں۔ پروگرام بالکل درست

جا رہا تھا، نہ جانے وہ کم بخت کہاں سے ٹپک پڑا۔

ہم نے ایک دُوسرے کی طرف دیکھا۔ اب ہمیں یہاں سے جلد از جلد نکل جانا چاہیے تھا۔

ہم اُلٹے قدموں پیچھے ہٹنے لگے۔ ابھی تک ہم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا تھا اور نہ انھوں نے ہمیں۔ اس وقت ہمارے لیے نکل جانا آسان تھا۔ دیکھ لیے جانے کی صورت میں بہت مشکل ہوتا۔

ایک ایک سیڑھی طے کرتے ہم اوپر والی سیڑھی تک آ گئے۔ عین اسی وقت کسی نے چلّا کر کہا:

"ارے! وہ دیکھو۔ وہ نکلے جا رہے ہیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ہم نے باہر کی طرف چلانگیں لگا دیں اور جھاڑیاں ہٹا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ساتھ ہی ہم نے اپنے پیچھے قدموں کی آواز سُنی۔

"جنگل میں۔ سڑک کی طرف نہیں جا سکتے ہم۔ وہ کار میں تعاقب کریں گے۔" میں نے چلّا کر کہا اور ہم گھنے درختوں کی طرف دوڑنے لگے۔ پیچھے مُڑے بغیر اور رُکے بغیر ہم سر پر پاؤں رکھ کر دوڑ رہے تھے۔ ایسے میں کئی بار درختوں سے ٹکراتے ٹکراتے بچے۔

ادھر اپنے پیچھے قدموں کی آوازیں بھی سُن رہے تھے،

لیکن آوازیں دُور تھیں۔ دوڑ کے معاملے میں ہم ان سے کم نہیں تھے۔ رفتہ رفتہ درمیانی فاصلہ بڑھتا چلا گیا، لیکن قدموں کی آوازیں اب بھی ہمارے دل دہلائے دے رہی تھیں۔ شاید وہ کسی قیمت پر بھی ہمارا پیچھا چھوڑنے پر آمادہ نہیں تھے۔

اور پھر درخت کم ہونے لگے۔ جنگل کی حدود ختم ہونے لگیں۔ ساتھ میں ایک گاؤں کے آثار نظر آنے لگے۔ درختوں کا کم ہونا ہمارے لیے اور بھی خطرناک تھا۔ اور یہ بات جلد ہی ثابت ہو گئی، کیوں کہ ایک فائر کی آواز نے ہمیں لرزا کر رکھ دیا تھا۔ گولی ہمارے سروں پر سے گزر گئی۔ ہم گرتے گرتے بچے اور پہلے سے بھی تیز دوڑنے لگے۔

"اب ہمیں جلد از جلد گاؤں تک پہنچ جانا چاہیے۔ ورنہ ان کی گولیوں کا شکار ہو جائیں گے۔" میں نے بلند آواز میں کہا۔

اسی وقت دُوسرا فائر ہوا۔ اور پھر تو دھڑا دھڑ فائرنگ ہونے لگی۔ اس فائرنگ سے بھی ہمیں فائدہ ہوا۔ گاؤں کی طرف سے بہت سے لوگ نکل کر ہماری طرف آتے دکھائی دیے، ان کا شور ہم تک آنے لگا۔ وہ چلّا رہے تھے۔ ڈاکو آ گئے۔ ڈاکو آ گئے۔

اور پھر وہ ہمارے نزدیک آ گئے۔ ان میں سے چند

کے ہاتھوں میں رائفلیں اور باقیوں کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں۔

" خبردار۔ وہیں رُکے رہو۔ اب کسی سمت میں قدم اُٹھانے کی کوشش نہ کرنا۔"

"جی بہتر! نہیں کریں گے۔" میں نے مسمسی صورت بنائی۔

" یہ - یہ کیسے ڈاکو ہیں۔ ان کی آواز سے تو ڈاکو پن نہیں جھلک رہا۔" ایک لمبے قد کے آدمی نے مجمع میں سے آگے آتے ہوئے کہا۔

" آپ کا خیال ٹھیک ہے سردار، لیکن ہو سکتا ہے۔ یہ ماڈرن قسم کے ڈاکو ہوں۔"

" اوہ ہاں! خیر۔" سردار بولا اور پھر ہم سے مخاطب ہوا:

" اے۔ تم لوگ اپنے ہاتھ اوپر اُٹھا دو۔"

"جی بہت بہتر۔ یہ لیجیے۔ اُٹھا دیے ہاتھ۔ لیکن اگر آپ لوگ ڈاکوؤں کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس طرف ہیں، جلدی کریں۔ ورنہ وہ نکل جائیں گے۔" میں نے پریشان ہو کر کہا۔

" یہ ہمیں چکر دینے کی کوشش میں ہیں سردار۔"

" ہاں! تم ٹھیک کہتے ہو، لیکن فکر کی کوئی بات نہیں۔ ان کے تو ابّا جان بھی ہمیں چکر نہیں دے سکتے۔"

"ہم آپ کو چکر نہیں دے رہے۔ اس بات کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔" میں تلملا اُٹھا۔

"کیا مطلب۔ کیسا ثبوت؟"

"آپ لوگوں نے فائرنگ کی آوازیں تو سُنی تھیں نا؟"

"کیا تم لوگوں کا خیال ہے کہ ہم بہرے ہیں۔" سردار نے جل کر کہا۔

" اللہ نہ کرے۔ آپ بہرے کیوں ہوتے۔" اشفاق نے مسکرا کر کہا۔

" تو پھر۔ تم نے یہ کیوں پُوچھا؟"

" اس لیے کہ وہ ڈاکو ہی ہم پر فائرنگ کر رہے تھے۔ دیکھ لیں۔ ہمارے ہاتھوں میں اسلحہ نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔"

" ہُوں! بات تو کچھ ان کی بھی ٹھیک ہے۔"

" تب پھر ہو سکتا ہے۔ ڈاکو اس طرف ہی ہوں۔ دو آدمی اُن کے پاس ٹھہریں۔ ہم ڈاکوؤں تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

وہ سب اس طرف دوڑ پڑے جس طرف سے ہم آ رہے تھے۔ رائفلیں لیے دو آدمی ہمارے سامنے کھڑے رہے، ان کی رائفلوں کے رُخ ہماری طرف تھے۔

"رائفلیں جھکا لو۔ ہم ڈاکو نہیں ہیں۔"
"سردار واپس آ لے۔" ایک نے کہا۔
"کیا یہ اس گاؤں کے سردار ہیں؟"
"ہاں!" اس نے کہا۔
"شہر یہاں سے کتنی دُور ہے؟"
"زیادہ دُور نہیں ہے۔ کیوں؟"
"ہمیں فوراً شہر پہنچنا ہے۔"
"تم لوگ تو اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتے۔"
"اس کے باوجود ہمیں جلد از جلد شہر پہنچنا ہے۔"
"چُپ رہو۔" ایک رائفل بردار نے چلاّ کر کہا اور ہم سہم کر خاموش ہو گئے۔

پندرہ منٹ بعد سردار اور اس کے ساتھیوں کی واپسی ہوئی۔

"یہ واقعی ڈاکو نہیں ہیں۔ ڈاکو فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اگر ان کے پاس ایک سُرخ کار نہ ہوتی تو پھر ہم انھیں ہرگز نہ جانے دیتے۔"
"اوہ!" ہمارے منہ سے نکلا۔
"تم لوگ میرے ساتھ گاؤں تک آؤ۔ اور مجھے بتاؤ۔ کیا معاملہ ہے۔"

"کیا آپ کے پاس کوئی گاڑی ہے؟" میں نے جلدی سے پوچھا۔
"ہاں!"
"کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ آپ ہمیں اپنی گاڑی میں شہر تک پہنچا دیں۔ راستے میں ہم ساری بات بتا دیں گے۔ اگر ہمیں شہر پہنچنے میں دیر ہوئی تو پھر وہ لوگ فرار ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے۔" میں نے جلدی جلدی کہا۔
"لیکن وہ تو فرار ہو بھی چکے۔" سردار بولا۔
"یہاں سے۔ شہر تو ابھی وہ جائیں گے اور اس کے بعد فرار ہوں گے۔"
"خیر۔ یہی سہی۔ جاؤ بھئی۔ جیپ لے آؤ۔"

تھوڑی دیر بعد ہم جیپ میں بیٹھے شہر کا رُخ کر رہے تھے، میں سردار کو تفصیل سُنا رہا تھا۔ اور آخر ہم شہری حدود میں داخل ہو گئے۔ ایک پبلک فون بوتھ پر نظر پڑتے ہی میں نے کہا:

"بس یہیں روک دیں۔ پہلے میں ایک فون کروں گا۔"

سردار نے جیپ روک لی۔ میں اُتر کر فون بوتھ میں چلا گیا۔ آئی جی صاحب کے نمبر ملائے اور جلدی جلدی کچھ حالات سُنائے۔ پھر یہ بھی بتایا کہ ہم کہاں ہیں۔ اس پر اُنھوں نے کہا:

"وہیں ٹھہرو۔ ہم لوگ آ رہے ہیں۔"

بیس منٹ بعد ہمارے ارد گرد پولیس ہی پولیس تھی۔ اور سردار حیرت زدہ سا ہمیں دیکھ رہا تھا۔ میں نے مسکرا کر کہا:

"آپ کا بہت بہت شکریہ سردار صاحب۔ آپ نے ہماری بہت مدد کی۔"

"اس کا مطلب ہے۔ اب میں جا سکتا ہوں۔" اس نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"ہاں! ہم پھر کسی وقت آپ کا مکمل شکریہ ادا کرنے آئیں گے۔"

"مکمل شکریہ۔ تو کیا کوئی شکریہ نامکمل بھی ہوتا ہے۔" اس نے معصومانہ انداز میں کہا۔

"جی ہاں! اس کی تفصیل بھی بعد میں۔" میں ہنسا اور وہ ہم سے ہاتھ ملا کر رخصت ہوا۔

"ہاں شوکی۔ اب پوری بات بتاؤ۔"

میں نے انھیں پوری بات بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے۔ وہ لوگ اس وقت شہر میں موجود ہیں۔"

"جی ہاں!"

"ٹھیک ہے۔ میں اسی وقت ہوٹل پتلے خان اور اجمل گردھاری

کے مکان کو گھیرے میں لینے کا حکم دیتا ہوں، پھر ہمیں جنگل والے مکان کا بھی جائزہ لینا ہو گا۔ وہاں سے انگلیوں کے نشانات تو مل ہی جائیں گے۔"

"انسپکٹر جلالی نور تو حوالات میں ہیں نا؟"

"ہاں! لیکن شاید ہم زیادہ دیر تک انھیں حوالات میں نہ رکھ سکیں۔"

"جیل بھیجنے کا ارادہ ہے؟" میں نے پوچھا۔

"یہ بات نہیں۔ بہت بڑے بڑے لوگ اس کوشش میں ہیں کہ انھیں چھوڑ دیا جائے۔"

"اوہ! تو بہت بری بات ہے جناب۔"

"ہاں! ایسی بہت سی بری باتیں ہمارے ملک میں موجود ہیں۔" انھوں نے سرد آہ بھری، پھر بولے:

"خیر۔ تم فکر نہ کرو۔"

اس کے بعد ہم نے ہوٹل پتلے خان پر چھاپہ مارا، اس کی تلاشی لی گئی۔ پھر اجمل گردھاری کے مکان پر چھاپہ مارا گیا۔ اور مکان کی اچھی طرح تلاشی لی گئی۔ پھر جنگل والے مکان پر چھاپہ مارا گیا، لیکن کہیں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ تو ہمارے منہ لٹک گئے۔ یہ دیکھ کر آئی جی صاحب مسکرا دیے:

"بھئی کیوں فکرمند ہوتے ہو۔ آؤ چلیں۔ ذرا جلالی نور سے

بھی دو دو باتیں کر لیں۔"

جیپ پولیس اسٹیشن میں داخل ہوئی۔ ہم حوالات کے سامنے سے گزرے۔ جلالی نور سلاخوں سے لگا کھڑا تھا۔ ہمیں دیکھ کر اس کا چہرہ تن گیا۔ آئی جی صاحب نے اندر پہنچتے ہی کہا:

"ذرا جلالی نور کو یہاں لے آؤ۔"

"او کے سر!" پولیس انسپکٹر نے کہا اور جلدی سے باہر نکل گیا۔ دو منٹ بعد ہی جلالی نور ہمارے سامنے کرسی پر بیٹھے تھے۔

ناکامیاں

"مسٹر جلالی نور! پہلے تو میں آپ کو تازہ ترین حالات سنا دوں، پھر ہم آپس میں دو دو باتیں کریں گے۔"

"پہلے تو میں اس پر احتجاج کروں گا کہ ابھی تک مجھے اپنے وکیل کو فون نہیں کرنے دیا گیا۔" جلالی نور نے تلملائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہوں۔ واقعی۔ یہ آپ کا حق ہے۔ خیر۔ اگر آپ ہماری باتیں سننے سے پہلے اپنے وکیل کو فون کرنا پسند کرتے ہیں تو آپ کو اجازت ہے۔ یہ رہا فون۔"

"بہت بہت شکریہ!" اس نے کہا اور جلدی جلدی نمبر ڈائل کرنے لگا، پھر سلسلہ ملتے ہی بولا:

"وکیل صاحب۔ جلالی نور بول رہا ہوں۔ فوراً آئیے۔ مجھے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ راجا پور اسٹیشن پر ہوں۔"

اتنا کہہ کر اس نے ریسیور رکھ دیا۔

"اب اگر آپ پسند کریں تو ہم بات شروع کریں۔"
"بہتر تو یہ ہوگا کہ میرے وکیل کا انتظار کر لیا جائے۔"
"اچھی بات ہے ۔ یوں ہی سہی۔" آئی جی بولے۔
آدھ گھنٹے بعد کالے رنگ کا ایک شخص اندر داخل ہوا ۔
"لیجیے ۔ میرے وکیل آگئے ۔ مسٹر طفیل رانا سے ملیے۔"
ہم نے آپس میں ہاتھ ملائے ۔
"یہ میں نے کیا سنا ہے انسپکٹر صاحب ۔ آپ کو اور گرفتار کر لیا گیا ہے ۔ آپ سے زیادہ ایمان دار پولیس انسپکٹر بھی بھلا ہو سکتا ہے کوئی۔" مسٹر طفیل رانا کے لہجے میں حیرت تھی ۔

"وکیل صاحب ۔ اِدھر اُدھر کی باتوں کی بجائے اگر ہم اصل بات شروع کر دیں تو بہتر ہو گا ۔ آپ کا وقت بھی قیمتی ہے اور ہمارا بھی۔" آئی جی صاحب نے منہ بنا کر کہا۔
"کیوں نہیں سر ۔ ٹھیک ہے۔"
"تو پھر ہم آپ کو تمام واقعات سنا دیتے ہیں ۔ اس کے بعد آپ جلالی نور صاحب سے بات کر لیجیے گا۔"
"یہ ٹھیک رہے گا۔" طفیل رانا نے فوراً کہا۔
"شوکی ۔ تم شروع کرو۔" آئی جی صاحب بولے۔
"جی بہتر!" میں نے کہا اور اس مقام سے کہانی شروع کی

جہاں سے احسان خالد ہمارے دفتر میں آیا تھا ، لیکن جوں ہی میری زبان پر احسان خالد کا نام آیا ۔ آفتاب کے منہ سے نکل گیا :
"ارے !"
"کیوں ۔ کیا ہوا ؟"
"ہم نے احسان خالد کے گھر کی تو تلاشی لی ہی نہیں ۔ اس کے علاوہ تو پیکٹ ردی کی ٹوکری میں کسی نے رکھا ہی نہیں ، جلالی نور صاحب کو اس کے دفتر اور گھر کا پتا ہے۔" آفتاب نے جلدی جلدی کہا ۔
"اس کا دفتر اس کے گھر میں ہی ہے ۔ ۲۱۳ گرین روڈ۔"
میں نے جلدی سے جیب میں سے کارڈ نکال کر دیکھا ، اس کا وہی پتا لکھا تھا ۔
"شکریہ!" آئی جی صاحب نے کہا اور فون پر کسی کو ہدایات دیں ۔
"ہاں شوکی ۔ اب شروع ہو جاؤ۔"
میں کہانی سنانے لگا ۔ تمام واقعات سنا گیا ۔ اور پھر خاموش ہو گیا ۔ وکیل طفیل رانا نے میرے خاموش ہوتے ہی کہا :
"تب پھر ۔ میرے مؤکل انسپکٹر جلالی نور کو کیوں گرفتار کیا گیا ہے ؟"

"کیا اس ساری کہانی سے یہ بات ثابت نہیں ہو جاتی کہ انسپکٹر جلالی نور کا بھی ان لوگوں سے تعلق ہے؟"

"میں نے اسے ایک مرتبہ گرفتار کیا تھا۔ اس وقت سے اس کے اندر انتقام کی آگ جل رہی تھی۔ اس وقت موقع دیکھ کر اُس نے یہ بات کہ دی۔ تاکہ مجھے رشوت کے الزام میں گرفتار کر لیا جائے۔"

"کیا کہا۔ آپ اسے پہلے گرفتار کر چکے تھے۔" میں بُری طرح چونکا۔

"ہاں! یہ بات ریکارڈ میں دیکھی جا سکتی ہے۔"

"بس تو پھر۔ معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔ اس نے تو صرف دشمنی کی بنا پر یہ الفاظ کہے تھے۔ اور بعد والے واقعات سے بھی ان کا قطعاً کوئی تعلق ثابت نہیں ہوتا۔ لٰہذا اب آپ انھیں حوالات میں نہیں رکھ سکتے۔"

آئی جی صاحب نے پریشان ہو کر ہماری طرف دیکھا۔ خود ہم بھی پریشان ہو کر رہ گئے، کیوں کہ کیس کے اس کمزور پہلو کی طرف ہماری توجہ نہیں گئی تھی۔

"ویری گڈ وکیل صاحب۔ وکیل ہو تو آپ جیسا۔" انسپکٹر جلالی نور نے خوش ہو کر کہا۔

"انکل جلالی نور۔ آپ ایک بات کی وضاحت کر دیں۔

کچھ لوگوں نے آپ کی سفارش کیوں کی ہے۔ کیا آپ نے انھیں اپنی گرفتاری کی اطلاع دی ہے؟"

"مجھے تو اپنے وکیل تک کو فون نہیں کرنے دیا گیا۔ اگر کسی نے میرے بارے میں کچھ کہا ہے تو یقیناً انھیں میرے تھانے سے پتا چلا ہو گا۔"

"میرا خیال ہے۔ فوری طور پر انسپکٹر صاحب کو رہا کر دینا چاہیے۔ اب ان پر کوئی الزام نہیں رہ گیا۔" وکیل بولا۔

اس معاملے پر کافی غور و خوض کے بعد آخر یہی فیصلہ کیا گیا کہ جلالی نور کو رہا کر دیا جائے، کیوں کہ موجودہ حالات، واقعات اور ثبوت کی بنا پر ان پر کیس نہیں چل سکتا تھا۔ ان کا وکیل پہلی پیشی پر کیس کی دھجیاں اڑا دیتا۔

جلالی نور کو جس وقت جانے کی اجازت دی گئی۔ اس کی باچھیں کھلی پڑ رہی تھیں اور ہمارے منہ بُری طرح لٹک گئے تھے۔

*

ہم تھکے ہارے گھر پہنچے۔ ابا جان کی نظریں ہم پر پڑیں تو فوراً بول اُٹھے:

"میں تمھارے چہروں پر ناکامی کی گرد دیکھ رہا ہوں۔ خیر تو ہے؟"

"جی ہاں! آج ہم نے جلالی نور سے بہت زبردست شکست کھائی ہے۔"

"اوہو اچھا۔ ذرا مجھے بھی سنانا شکست کا حال۔" انھوں نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

میں نے جلدی جلدی انھیں ساری تفصیل سنا دی۔ وہ سوچ میں گم ہو گئے، پھر بولے:

"میرے خیال میں تو تم ناکام نہیں رہے۔"

"جی۔ وہ کیسے؟"

اس طرح کہ ایک تو ان کے تین چار ٹھکانے ان سے چھن گئے۔ وہ اب ان ٹھکانوں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ دوسرے یہ کہ اب جلالی نور پر باقاعدہ نظر رکھی جائے گی اور جوں ہی آئی جی صاحب اسے گرفت میں لینے کے قابل ہوئے۔ وہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے نظر آئے گا۔ اور یہ سب تمھاری وجہ سے ہوا۔ لہٰذا تم ناکام نہیں رہے۔"

"لیکن ابا جان! اس کے باوجود ہم اسے اپنی ناکامی خیال کرتے ہیں۔ ہم تو چاہتے تھے کہ جلالی نور اب کبھی جیل

سے نہ نکل سکے۔ اور وہ جیل میں جانے سے پہلے ہی نکل آئے۔"

"ہاں! یہ بات ہے۔ لیکن تم کر ہی کیا سکتے ہو؟"

"میں بتاؤں۔ ہم کیا کر سکتے ہیں۔" آفتاب بول اٹھا۔

"ضرور۔ کیوں نہیں۔"

"اب وہ لوگ کسی جگہ جمع ضرور ہوں گے اور آئندہ کے لیے پروگرام بنائیں گے۔ جلالی نور اگر ان کے ساتھی ہیں تو وہ بھی ان میں شریک ہوں گے۔ لہٰذا ہمیں فوراً اس کے گھر کے قریب پہنچ جانا چاہیے اور مسلسل نگرانی کرتے رہنا چاہیے۔"

"وہ ہمیں دیکھ کر بھڑک اٹھے گا۔" اشفاق بولا۔

"تب پھر ہم دوسرے طریقے سے نگرانی کریں گے۔" میں نے کہا اور فون کی طرف بڑھ گیا:

"ہیلو انکل کاشان۔ آپ تازہ ترین خبر تو سن چکے ہوں گے۔"

"ہاں! جلالی نور کو رہا کر دیا گیا ہے، لیکن یہ خبر میرے لیے کوئی عجیب خبر نہیں ہے۔" انکل کاشان بولے۔

"جی وہ کیسے؟"

"جب بھی کوئی پولیس والا مجرم ثابت ہوتا ہے۔ زیادہ

دیر تک حوالات یا جیل میں نہیں رہتا ۔ یہ پولیس والے اسے
کسی نہ کسی طرح باہر نکال لیتے ہیں۔"

" لیکن کیوں ۔ پولیس والے مجرم پولیس والے سے اتنی
ہمدردی کیوں کرتے ہیں؟"

" کیوں کہ یہ سب ایک ہی کشتی کے سوار ہیں ۔ سب ایک
ہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔"

" ہوں ۔ شاید آپ ٹھیک کہتے ہیں، لیکن انکل ہم اتنی
آسانی سے ان کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔"

" میں تو اس کا مشورہ نہیں دوں گا۔" وہ بولے ۔

" جی ۔ کیا مطلب ؟"

" اب تم اس معاملے سے الگ ہی رہو۔"

" نہیں انکل ۔ ابھی تو ہم نے یہ بھی معلوم نہیں کیا ۔ کہ
یہ گروہ کام کیا کرتا ہے۔"

" بھئی کرتا ہو گا ہیروئن، چرس اور شراب وغیرہ کا کام،
تم الگ ہی رہو ۔ ان سے اُلجھنا، بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ
دینے کے برابر ہے۔"

" اس کا مطلب ہے ۔ ملک کے نوجوانوں کو خراب کرنے کی
انہیں کھلی چھٹی ہے۔"

" نہیں ۔ قانون ان پر برابر نظر رکھے گا ۔ اور موقع ملنے

پر نپٹ بھی لے گا۔"

" ابھی آپ کیا کہہ رہے تھے ۔ کہ ان کا کچھ نہیں بگڑے
گا۔"

" یہ بھی ٹھیک ہے ۔ کہنا یہ چاہتا ہوں کہ آئی جی صاحب
جیسے لوگوں کی وجہ سے اس کا امکان ہے کہ جلالی نور اور اس
کے ساتھیوں کو گرفت میں لے لیا جائے، ان کے خلاف
جُرم ثابت ہو جائے ۔ ان کو جیل بھیج دیا جائے، لیکن میری
بات کو لکھ لو ۔ جیل کی سلاخیں زیادہ دیر تک ان کو اپنے
اندر نہیں رکھ سکیں گی۔"

" ہوں ! میں سمجھ گیا ۔ خیر ۔ آپ ہمارا ایک کام کروا
دیں ۔"

" کہو۔" وہ بولے ۔

" جلالی نور اس وقت غالباً اپنے گھر گئے ہیں ۔ ایک سادہ
لباس والے سے ان کی نگرانی شروع کروا دیں ۔ بس ہم خود
سامنے آئے بغیر یہ کام کرنا چاہتے ہیں ۔ آپ بھی کوئی ایسا آدمی
بھیجیں ۔ جسے جلالی نور نہ پہچانتا ہو۔"

" لیکن اس کا کیا فائدہ ہو گا؟"

" ہم جاننا چاہتے ہیں ۔ اس جگہ سے وہ کہاں جانا چاہتے ہیں،
جُوں ہی وہ کہیں پہنچیں ۔ وہ ہمیں فون کر دے۔"

"اچھی بات ہے۔ یہ ہو جائے گا۔"

"یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ آج نہ نکلیں۔ بلکہ کل اور پرسوں بھی نہ نکلیں۔"

"تم فکر نہ کرو۔ چوبیس گھنٹے نگرانی کرائی جائے گی۔ اور مسلسل کئی روز تک۔"

"شکریہ انکل۔ ہمیں آپ سے یہی امید تھی۔"

"لیکن میری بات بھی یاد رکھنا۔ یہ کہ تم کامیابی حاصل نہیں کر سکو گے۔ اگر جلالی نور کو گرفتار کرا بھی دو گے، تب بھی وہ پھر رہا ہو جائے گا۔"

"ہمارا خیال ہے، ایسا نہیں ہو گا۔"

"چلو۔ دیکھا جائے گا۔" انھوں نے کہا اور ہنستے ہوئے ریسیور رکھ دیا۔

"ہاں بھئی۔ اب تم کیا کہتے ہو؟" میں ان کی طرف مڑا۔

"سوچ رہے ہیں کہ کیا کہیں۔ معاملہ حلق سے نہیں اتر رہا۔ کیا صرف ہمیں پھنسانے کے لیے جلالی نور صاحب نے یہ چکر چلایا ہے۔"

"ہاں! اس لیے کہ ہم اس کے راستے کا روڑا بن چکے ہیں اور رفتہ رفتہ یہ روڑا پتھر میں تبدیل ہوتا جا رہا ہے۔" میں نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"گویا ہم انسان نہیں۔ روڑے اور پتھر ہیں۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"اس کے لیے۔ اپنے لیے نہیں۔" اخلاق مسکرایا۔

تین دن گزر گئے، لیکن انکل کا شان کے آدمی کی طرف سے ہمیں کوئی اطلاع نہیں ملی۔ آخر تنگ آکر میں نے انکل کو فون کیا، میری آواز سنتے ہی بولے:

"ہاں شوکی! میں جانتا ہوں۔ تم پریشان ہو گے، لیکن ہم کیا کر سکتے ہیں۔ وہ دفتر اور گھر کے سوا کہیں آتے جاتے ہی نہیں۔"

"شاید وہ بہت محتاط ہو گئے ہیں۔" میں نے کہا۔

"ہاں! یہی کہا جا سکتا ہے۔"

"کچھ بھی ہو۔ نگرانی بدستور جاری رکھیں۔"

"اس کی تم فکر نہ کرو۔" وہ بولے۔ ریسیور رکھ کر میں ان کی طرف مڑا:

"میرا خیال ہے، اس طرح کام نہیں چلے گا۔"

"تو پھر جیسے۔ چلتا نظر آتا ہے، چلا لیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔"

"ہمیں آج رات جاگنا ہو گا۔" میں نے کہا۔

"تو کیا بھائی جان۔ آپ ساری رات نفل پڑھ کر دعا

کریں گے کہ جلالی نور اپنے گروہ کے آدمیوں سے ملنے چلے
جائیں۔"

"نہیں۔ اس طرح کوئی کام نہیں بنا کرتا۔ نفل اس مقصد
کے لیے نہیں ہیں۔ اگر یہ بات ہوتی تو پھر حضور نبیٔ کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر کھانے کی کیا ضرورت تھی۔ جنگیں لڑنے
کی کیا ضرورت تھی۔ پیٹ پر پتھر باندھنے کی کیا ضرورت
تھی۔ دانت مبارک شہید کرانے کی کیا ضرورت تھی۔" میں نے
کہا۔

"ہوں! آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ رات کو
جاگ کر ہم کیا کریں گے؟ نگرانی تو پہلے ہی ہو رہی ہے۔"
آفتاب بولا۔

"لیکن ہم ذرا دوسرے طریقے سے نگرانی کریں گے۔" میں
نے مسکرا کر کہا۔

رات کے ٹھیک گیارہ بجے میں نے انسپکٹر جلالی نور
کے گھر کے نمبر ملائے اور آواز بدل کر بولا:

"ہیلو۔ کیا یہ گورنر ہاؤس ہے؟"

"نہیں۔ غلط نمبر۔" دوسری طرف سے جلالی نور کی بیگم کی
آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ معاف کیجیے گا۔" میں نے کہا اور ریسیور رکھ

دیا۔

چند منٹ بعد میں نے پھر یہی حرکت کی۔ ادھر سے
پھر بیگم جلالی نور نے جواب دیا۔

چار بار ایسا کیا گیا۔ بیگم جلالی نور تنگ آ گئی۔ اس نے
پانچویں مرتبہ چیخ کر کہا:

"آپ کا دماغ تو نہیں چل گیا۔ کتنی بار کہوں کہ یہ گورنر
ہاؤس نہیں ہے۔"

"میں کیا کروں محترمہ۔ آپ کا ہی نمبر مل رہا ہے۔
شاید لائن میں کوئی گڑبڑ ہے۔ کیا آپ کے گھر میں کوئی
مرد نہیں ہے؟"

"نہیں۔ کیوں۔ یہ کیوں پوچھا آپ نے؟"

"آپ کا نمبر کیا ہے؟"

اس نے اپنا نمبر بتایا۔

"شکریہ محترمہ۔ اب میں اس نمبر پر فون ہی نہیں کروں
گا۔ دوسرا نمبر ملانے کی کوشش کرتا ہوں۔" یہ کہ کر میں نے
ریسیور رکھ دیا اور بولا:

"جلالی نور گھر میں نہیں ہے۔"

"تب پھر انکل کاشان کے آدمی نے اطلاع کیوں نہیں
دی؟" آفتاب بے چین ہو کر بولا۔

"ٹھہرو — میں انکل کاشان سے بات کرتا ہوں۔" میں نے کہا اور نمبر ملانے لگا۔

جلد ہی انکل کاشان کی نیند میں ڈوبی آواز سنائی دی، ساری بات سن کر وہ بولے:

"اچھا! میں اس سے رابطہ قائم کرتا ہوں — تین منٹ بعد فون کروں گا۔"

تین منٹ بعد ان کا فون ملا:

"میرے آدمی کی رپورٹ کے مطابق انسپکٹر جلالی نور اپنے گھر میں ہی ہیں۔"

"نہیں انکل — اگر وہ گھر میں ہوتے تو ان کی بیگم ضرور یہ کہتیں کہ اس بدتمیز فون کرنے والے سے ذرا آپ ہی بات کریں — اور پھر میرے پوچھنے پر بھی بیگم جلالی نور نے یہی کہا تھا کہ گھر میں کوئی مرد نہیں ہے۔"

"ہوں — عجیب بات ہے۔" وہ بڑبڑائے۔

"میرا خیال ہے — اب میدان میں کودنے کا وقت ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"آپ وردی پہن کر ان کے دروازے پر پہنچ جائیں — ہم بھی آ رہے ہیں — ہم آپ سے فاصلے پر رہیں گے — دستک کے جواب میں بیگم صاحبہ دروازہ کھولیں گی — بس آپ

ان سے یہی کہیے گا کہ ایک کیس کے سلسلے میں جلالی نور صاحب سے ملاقات کرنا ہے۔"

"اچھا بابا — تم تو آرام بھی نہیں کرنے دیتے۔" انھوں نے قدرے جھلا کر کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

ہم گھر سے نکل کھڑے ہوئے — انکل کاشان ہم سے پہلے ہی پہنچ گئے تھے — ہمیں دیکھ کر سیدھے چلے آئے:

"وہ گھر میں نہیں ہیں۔"

"تب آپ کا آدمی نگرانی کے کام میں ناکام ہو گیا۔"

"ہاں — وہ صدر دروازے کی بجائے کسی اور راستے سے گھر سے نکل جاتے ہیں۔" نگران بولا۔

"اس کا مطلب ہے — کل ہمیں زیادہ آدمی مقرر کرنے پڑیں گے۔" انکل کاشان بولے۔

"لیکن پھر وہ ہمارے جال میں نہیں آئیں گے — ان کی بیگم آپ کے بارے میں اور اس بار بار آنے والے فون کے بارے میں بتا دیں گی۔"

"ہوں — یہ بھی ٹھیک ہے — پھر کیا کیا جائے؟"

"صرف اور صرف ایک جگہ ایسی ہو سکتی ہے — جہاں وہ آپس میں ملاقاتیں کرتے ہوں گے۔" میں نے سوچ میں گم لہجے میں کہا۔

"وہ کون سی؟" آفتاب جلدی سے بولا۔

"آئیے چلیں۔"

ہم ایک ساتھ روانہ ہوئے۔ ایک کوٹھی سے قدرے فاصلے پر رُک گئے۔ انھوں نے نزدیک جا کر پڑھا۔ نام کی تختی پر لکھا تھا:

"اجمل گردھاری۔"

تفصیل

"تت۔ تو کیا۔ یہ اجمل گردھاری بھی ان کا ساتھی ہے۔" انکل کاشان ہکلائے۔

"میرا خیال یہی ہے۔ آگے اللہ بہتر جانے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"اگر ہم دستک دے کر اندر داخل ہوئے تو وہ ہوشیار ہو جائیں گے۔" انکل بولے۔

"جی ہاں! یہ تو ہے۔ دُوسرا طریقہ اختیار کرنا ہو گا۔" میں نے کہا۔

ہم نے کوٹھی کا ایک چکر لگایا۔ اور آخر ایک جگہ دیوار پھاندنے کے امکانات نظر آ ہی گئے۔ اگر ہمارے ساتھ انکل کاشان نہ ہوتے تو ہم کبھی دیوار نہ پھاند سکتے۔ اور پھر ایک کھلی کھڑکی کے ذریعے کوٹھی کے اندر پہنچ گئے۔ ایک کمرے سے باتیں کرنے کی آواز سُنائی دی۔ ہمارے قدم اس

طرف اُٹھ گئے۔ دروازہ کھلا تھا اور کسی کی صاف آواز آرہی تھی اور مزے کی بات یہ کہ آواز جانی پہچانی تھی:

"ان دونوں کو ختم کرنا ہی ہوگا، کیوں کہ یہ ہمارے راز جان چکے ہیں۔"

"اور وہ چاروں ۔ یعنی شوکی برادرز۔"

"ان چوہوں سے بھلا ہمیں کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔"

"یہ ساری مصیبت ۔ اس کم بخت احسان خالد کی وجہ سے آئی ۔ نہ جانے یہ کب سے ہمارے پیچھے لگا ہوا تھا۔ بہر حال ہیروئن کا وہ پیکٹ اس نے اچانک اور پروگرام کے بغیر اڑایا تھا۔ اس لیے تو بد حواسی میں شوکی برادرز کے دفتر میں جا گھسا ۔ اور پیکٹ ان کی ردی کی ٹوکری میں رکھ دیا، اس نے سوچا تھا ۔ ہماری طرف سے لائن صاف دیکھ کر پیکٹ نکال لے گا، لیکن پھر اسے نئی سوجھی باہر نکلتے ہی اس نے جلالی نور کو فون کر دیا ۔ اس نے سوچا ۔ اس طرح وہ شوکی برادرز سے لمبی چوڑی فیس وصول کر کے ہمارے گروہ کو گرفتار کرا دے گا ۔ اور خود نیک نام کا نیک نام رہ جائے گا ۔ یا پھر ہمیں بھی بلیک میل کر سکتا تھا، لیکن معاملہ الٹ ہو گیا ۔ ماڈی بھی سراغ لگاتے ہوئے شوکی برادرز تک پہنچ گیا، لیکن اس وقت تک وہاں پولیس

پہنچ چکی تھی ۔ ماڈی کے کمال کی داد دینا پڑتی ہے کہ پولیس کی موجودگی میں پیکٹ اڑا لایا ۔ بس اس سے غلطی یہ ہوئی کہ اسے کار ہوٹل پتلے خان کے سامنے نہیں روکنی چاہیے تھی ۔ پتلے خان کو بھی جلالی نور سے انتقام لینے کا یہی وقت نظر آیا تھا ۔ اب دیکھ لو ۔ نتیجہ یہ کہ یہ دونوں ہمارا سراغ لگاتے یہاں تک پہنچ گئے ہیں ۔ یہ دونوں ہمیں بلیک میل کر کے لمبی لمبی رقمیں اینٹھنے کے چکر میں تھے ۔ لیکن انھیں کیا معلوم تھا کہ ہم معمولی چور اُچکے نہیں ہیں، ان جیسوں کو بائیں ہاتھ سے سیدھا کر سکتے ہیں۔"

"یہ غلط ہے ۔ میں تم لوگوں کو بلیک میل کرنے نہیں ۔ قانون کے حوالے کرنے کے چکر میں تھا۔" جلالی نور نے چیخ کر کہا ۔

"ارے بس رہنے دو ۔ ہم جانتے ہیں۔" اجمل گردھاری کی زہریلی آواز کانوں سے ٹکرائی ۔ اور پھر انکل کاشان کے ہاتھ میں پستول نظر آیا ۔ پہلے تو انھوں نے ذرا سا آگے کو جھک کر اندر دیکھا ۔ اور پھر بے دھڑک اندر داخل ہوتے ہوئے بولے:

"خبردار ہاتھ اوپر اُٹھا دو ۔ ورنہ میں گولی مار دوں گا۔"

وہ بری طرح اچھلے ۔ چہروں کے رنگ اڑ گئے اور پھر

ہاتھ اُوپر اُٹھتے چلے گئے۔ اجمل گردھاری ایک نمایاں کُرسی پر بیٹھا تھا۔ گویا وُہی اس گروہ کا باس تھا۔ پتلے خان اور ماڑی اس کے دائیں بائیں موجود تھے۔ چار آدمی اور تھے۔ ان کے علاوہ احسان خالد اور جلالی نور کو کُرسیوں پر بٹھا کر رسیوں سے باندھا گیا تھا۔

"ہم نے ساری گفتگو سُن لی ہے۔ اس کا مطلب ہے۔ ہم غلط فہمی میں مبتلا رہے۔ بات کچھ اور تھی اور ہم کچھ اور سمجھتے رہے۔" میں نے شوخ آواز میں کہا۔

"جلالی نور صاحب کو کھول دو شوکی۔" انکل کاشان بولے۔

"کیا کہ رہے ہیں انکل۔ یہ تو ان لوگوں کو بلیک میل کرنے کی فکر میں تھے۔"

"میں ایسا نہیں سمجھتا۔ یہ ضرور انھیں گرفتار کرنے کے چکر میں تھے اور ہیرو بننا چاہتے تھے۔" انکل بولے۔

"ہاں انسپکٹر کاشان۔ آپ کا خیال ٹھیک ہے۔"

"لیکن یہ بھی درست ہے کہ آپ نے رشوت لے کر کسی زمانے میں پتلے خان کو چھوڑ دیا تھا۔"

"مم۔ میں اس جُرم کی سزا بھگتنے کے لیے تیار ہوں۔" جلالی نور نے جلدی سے کہا۔

"لیکن آپ کے چالاک وکیل تو آپ کو بے گناہ ثابت

کر چکے ہیں۔"

"اس کے باوجود۔ میں سزا بھگتنے کے لیے تیار ہوں

"کھول دو بھئی۔ ان سے بعد میں بات کریں گے

کاشان" نے منہ بنایا۔

ہم نے انھیں کھول دیا۔ اس کے بعد مجرموں کو

کام بھی کرنا پڑا۔

"تو یہ لوگ ہیروئن کا کاروبار کرتے ہیں؟"

"آج کے نہیں۔ بہت عرصے کے۔ ایک بار بہت

میں نے پتلے خان کو پکڑا تھا۔ یہ سزا کاٹ کر

گیا۔ دُوسری بار پکڑا تو میں لالچ میں آگیا اور رشوت لے

کر اسے چھوڑ دیا۔ بس اس سے زیادہ میرا ان لوگوں

تعلق نہیں۔" جلالی نور بولے۔

"اور مسٹر احسان خالد آپ کیا کہتے ہیں؟"

"میں اس گروہ کے چکر میں تھا۔ نگرانی کرتا رہتا

جب میں ان کے بارے میں پوری طرح جان گیا

نے انھیں بلیک میل کرنے کا پروگرام بنایا، لیکن

بلیک میلنگ کا پروگرام شروع نہیں کیا تھا کہ اچانک

اڑا۔ بیٹھنے والی حرکت ہو گئی۔ حالاں کہ پروگرام نہیں

اس نے افسوس زدہ انداز میں کہا۔

"لیکن آپ دوبارہ ہمارے دفتر کیوں آئے تھے؟"

"بس سن گن لینے - کہ آپ لوگ اب کیا سوچ رہے ہیں، کیا نتیجہ نکالا ہے۔" اس نے کہا۔

"لیجیے انکل - کیس تیار ہے۔ اگرچہ ہے یہ ذرا اُلٹا کیس۔"

"نہیں اُلٹا تو نہیں - اچھا بھلا سیدھا کیس ہے - ہاں جب شُروع ہوا تھا - اس وقت ضرور اُلٹا نظر آیا تھا۔" انکل کاشان نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کیا کہتے ہیں انکل نلالی غور؟" آفتاب بولا۔

"اڑا لو مذاق - اڑا لو - لیکن میں بہت جلد بری ہو جاؤں گا - مجھے عدالت سے زیادہ سزا نہیں ہو گی، کیوں کہ معاملہ بہت پُرانا ہے - اس کے بعد تم لوگوں سے دو دو باتیں کروں گا - اور وُہ دو دو باتیں ایسی ہوں گی کہ کیا کبھی کسی نے تم سے کی ہوں گی۔"

اور ہم ان کی طرف حیرت زدہ انداز میں دیکھنے لگے، آخر وہاں سے نکل آئے:

"ایک بات سمجھ میں نہیں آئی - اجمل گردھاری کی کار چوری نہیں ہوئی تھی - ماڈی تو اس کا اپنا آدمی تھا، پھر پولیس اسٹیشن سے ہمیں یہ کیوں کر بتایا گیا کہ کار کی چوری کی رپورٹ لکھوائی گئی تھی۔" اشفاق نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

"اوہ - اوہ - یہ بات تو بہت اہم ہے اور ہم اسے بالکل بھول گئے - ٹھہرو۔"

میں نے ایک پبلک فون بوتھ سے انکل کاشان کو فون کیا:

"ایک معاملہ رہ گیا انکل۔"

"وُہ کون سا؟"

میں نے معاملہ انھیں بتا دیا - وُہ ہنس پڑے اور بولے:

"پھر اب تم کیا چاہتے ہو؟"

"اس پولیس اسٹیشن کا رپورٹ لکھنے والا ضرور اجمل گردھاری سے رشوت کھاتا رہتا ہے - ورنہ وُہ کس طرح کہ سکتا تھا کہ ہاں چوری کی رپورٹ لکھوائی گئی ہے - لہٰذا اسے بھی گرفتار کیا جانا چاہیے۔"

"اچھا! میں آئی جی صاحب کے علم میں لاتا ہوں یہ بات، فکر نہ کرو - وُہ گرفتار ہو جائے گا۔"

"جی ہمیں فکر کی کیا ضرورت ہے - فکر تو آپ کریں - یا جلالی نور کریں۔" میں نے کہا۔

اور مُسکرا کر ریسیور رکھ دیا -

"لیکن بھائی جان - ایک فکر ہمیں بھی کرنا پڑے گی۔" پیچھے سے آفتاب کی آواز سُنائی دی -

"چلو تم بھی کہہ دو۔"

"امی جان نے اگر پوچھ لیا کہ اِس کیس میں کتنی فیس وصول کی تو ہمارا جواب کیا ہوگا؟"

"اوہ!"

ہمارے مُنہ سے ایک ساتھ نکلا۔

اُلٹا کیس

کا انعامی سوال

س: اشتیاق احمد کا پسندیدہ جُملہ منتخب کریں؟

- جوابات میں سے جن پانچ قارئین کے منتخب جُملے اشتیاق احمد کے پسندیدہ جملے سے مل گئے، انعام کے حق دار ہوں گے۔
- انعام پہلے پانچ درست جوابات پر دیا جائے گا۔
- فی کس انعام آیندہ شائع ہونے والے ناولوں کی صورت میں ملے گا۔
- انعام نکلنے کی صورت میں آیندہ دو ماہ کے ناول بذریعہ رجسٹری آپ کو ارسال کر دیے جائیں گے۔
- ہر سوال کا جواب الگ الگ کاغذ پر لکھیں۔
- ہر کاغذ پر اپنا نام اور پتا ضرور لکھیں۔
- کاغذ کاپی سائز استعمال کریں۔

(ادارہ)

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۱۵۴

مقدس آگ

— مصنف: اشتیاق احمد —

- ایک فائر نے ان کی کار کا ٹائر پنکچر کر دیا —
- ایک آزاد ریاست میں انھیں گھیر لیا گیا —
- بستی کا سردار ان کے سامنے ایک پیش کش رکھتا ہے۔
- پیش کش کیا تھی —
- ایک پُر اسرار لڑکی سے ملیے —
- جوتوں کے ایک جوڑے کی کہانی — جن کی وجہ سے اُلجھن پیدا ہو گئی تھی —
- وُہ جوتے کس کے تھے — آپ آخر تک نہ جان پائیں گے —
- ہر قدم پر کایا پلٹ —

قیمت: چھے روپے

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۱۵۵

سابونی کے غلام

— مصنف: اشتیاق احمد —

- سابونی کے غلاموں سے ملیے —
- لیکن نہیں — آپ تو سابونی سے ملنے کے لیے بے چین ہو جائیں گے۔
- اور سابونی سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا —
- وُہ کون تھا —
- کیا کر رہا تھا —
- آپ ناول کے آخر میں ہی جان سکیں گے —
- قدم قدم پر حیرت — ہر موڑ پر تجسس —
- اور پھر یہ کیس انھوں نے انسپکٹر جمشید کی مدد کے بغیر حل کر لیا —

قیمت: چھے روپے

آیندہ ناول کی ایک جھلک

آفتاب، آصف، فرحت اور انسپکٹر کامران مرزا سیریز نمبر ۵۹

اپنا شکنجہ

— مصنف: اشتیاق احمد —

- ایک گھر میں قتل کی ایک واردات ہونے والی تھی —
- انسپکٹر کامران مرزا کو کسی نامعلوم آدمی نے اس بات کی اطلاع دی۔
- کامران مرزا اس نامعلوم آدمی تک کس طرح پہنچے —
- وہ کون تھا اور کیا چاہتا تھا —
- آفتاب، آصف اور فرحت کا سامنا ایک حد درجے پھرتیلے آدمی سے — اس کے مقابلے میں انھوں نے شان دار شکست کھائی، لیکن...
- لیکن بیگم کامران مرزا نے اس پھرتیلے آدمی کا مقابلہ کس طرح کیا —
- ہر قدم پر ایک نئی حیرت —

قیمت: چھ روپے

آیندہ ناول کی ایک جھلک

شوکی سیریز نمبر ۴۱

پستول کا جال

— مصنف: اشتیاق احمد —

- میرے شوہر کی میز کی دراز میں ایک پستول موجود ہے —
- ان کے دفتر میں آنے والی عورت کا یہ جملہ انھیں چونکا گیا —
- عورت کیا چاہتی تھی —
- شوکی نے خطرہ محسوس کیا، لیکن اس کی خواہش پوری کرنے پر تیار ہو گیا —
- اور پھر انھیں لینے کے دینے پڑ گئے —
- جلالی نور اس بار کھل کر ان کی دشمنی پر اتر آیا —
- ایک سنسنی خیز ناول —

قیمت: چھ روپے